ہفت روزہ

خدام الدین

لاہور

بیادگار

شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی

شیرانوالہ دروازہ لاہور

۴ ذی الحجہ ۱۳۸۳ھ

۱۷- اپریل سنہ ۱۹۶۴ء

یکے از مطبوعات انجمن خدام الدین ○ لاہور

ہدیہ ۲۵ پیسے

احادیث الرسول صلے اللہ علیہ وسلم

عَنْ اُمِّ سَلَمَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ كَانَ لَهٗ ذِبْحٌ يَذْبَحُهٗ فَاِذَا اَهَلَّ هِلَالُ ذِي الْحِجَّةِ فَلَا يَأْخُذَنَّ مِنْ شَعْرِهٖ وَلَا مِنْ اَظْفَارِهٖ شَيْئًا حَتّٰى يُضَحِّيَ رَوَاهُ مُسْلِمٌ

ترجمہ! حضرت ام المومنین ام سلمہؓ سے روایت ہے بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا، کہ جس کے پاس کوئی قربانی کا جانور ہو جس کے ذبح کرنے کا ارادہ رکھتا ہو تو جب ماہِ ذی الحجہ کا چاند دکھائی دے جائے تو وہ اپنے بال اور ناخن میں سے کسی چیز کو نہ کٹوائے یہاں تک کہ قربانی نہ کرلے اس حدیث کو امام مسلمؒ نے روایت کیا ہے۔

عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ سَمُرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَحْلِفُوْا بِالطَّوَاغِيْ وَلَا بِاٰبَائِكُمْ رَوَاهُ مُسْلِمٌ

ترجمہ! حضرت عبدالرحمٰن بن سمرہؓ سے روایت ہے بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ تم نہ اپنے بتوں کی قسم کھاؤ اور نہ اپنے باپوں کی اس حدیث کو امام مسلم نے روایت کیا ہے

عَنْ بُرَيْدَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ حَلَفَ بِالْاَمَانَةِ فَلَيْسَ مِنَّا حَدِيْثٌ صَحِيْحٌ رَوَاهُ اَبُوْدَاؤُدَ بِاِسْنَادٍ صَحِيْحٍ

ترجمہ! حضرت بریدہ رضؓ سے روایت ہے بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جس شخص نے اللہ تعالےٰ کے علاوہ صرف امانت کی قسم کھائی وہ ہم میں سے نہیں حدیث صحیح ہے ابوداؤد کے اسناد صحیح کے ساتھ اس حدیث کو روایت کیا ہے۔

وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ حَلَفَ فَقَالَ: اِنِّيْ بَرِيْءٌ مِنَ الْاِسْلَامِ فَاِنْ كَانَ كَاذِبًا فَهُوَ كَمَا قَالَ وَاِنْ كَانَ صَادِقًا فَلَنْ يَرْجِعَ اِلَى الْاِسْلَامِ سَالِمًا رَوَاهُ اَبُوْدَاؤُدَ

ترجمہ! حضرت بریدہ رضؓ سے روایت ہے بیان کرتے ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص یہ حلف اٹھائے کہ اگر میں ایسا کام کروں تو میں اسلام سے بیزار ہوں سو اگر وہ اپنے قول میں جھوٹا ہے تو وہ ویسا ہی ہے جیسا کہ اس نے کہا اور اگر سچا ہے تو اسلام میں صحیح سالم واپس نہ آئے گا۔ ابوداؤد نے اس حدیث کو روایت کیا ہے۔

عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا اَنَّهٗ سَمِعَ رَجُلًا يَقُوْلُ لَا وَالْكَعْبَةِ فَقَالَ ابْنُ لَا تَحْلِفْ بِغَيْرِ اللّٰهِ فَاِنِّيْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ مَنْ حَلَفَ بِغَيْرِ اللّٰهِ فَقَدْ كَفَرَ اَوْ اَشْرَكَ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ حَدِيْثٌ حَسَنٌ وَفَسَّرَ بَعْضُ الْعُلَمَاءِ قَوْلَهٗ كَفَرَ اَوْ اَشْرَكَ عَلَى التَّغْلِيْظِ كَمَا رُوِيَ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الرِّيَاءُ شِرْكٌ

ترجمہ! حضرت ابن عمر رضؓ سے روایت ہے بیان کرتے ہیں کہ انہوں نے ایک آدمی سے سُنا کہ وہ کہہ رہا ہے، نہیں کعبہ کی قسم؛ حضرت ابن عمرؓ نے اس سے فرمایا کہ اللہ تعالےٰ کے سوا کسی اور کی قسم نہ کھا اس لئے کہ میں نے خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو سُنا ہے آپ فرما رہے تھے کہ جس شخص نے اللہ تعالےٰ کے علاوہ کسی اور کی قسم کھائی تو اس نے کفر کیا یا آپ نے فرمایا اس نے شرک کیا ترمذی نے اس حدیث کو ذکر کیا اور کہا کہ حدیث حسن ہے، امام نوویؒ فرماتے ہیں کہ حدیث میں کفر اور شرک کرنے کو جو بیان کیا گیا ہے اس کے بعض علمائنے معنی تنبیہ اور زجر کے لئے ہیں جیسا کہ روایت کیا گیا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ ریا شرک ہے

فائدہ

مترجم کہتا ہے کہ امام ترمذی نے بھی اس حدیث کی یہی تشریح کی ہے، چنانچہ فرماتے ہیں کہ یہاں حلف بغیر اللہ کو ایسا ہی شرک کہا گیا ہے جیسا کہ دوسری حدیث میں ریا کو شرک کہا گیا ہے۔ دونوں حدیثوں کا مطلب شرک کا حقیقتاً حکم لگا دینا نہیں ہے بلکہ ان افعال کی اہمیت ذہن نشین کرانا ہے مگر بات یہ ہے کہ جس کی قسم کھائی جاتی ہے اس کی غیر معمولی عظمت دل میں موجود ہوتی ہے لہذا اگر کوئی غیر اللہ کی قسم کھاتا ہے تو اس کا مطلب یہ ہے کہ اس کی عظمت اس کے دل میں اللہ تعالےٰ کے برابر ہے اور یہی کفر شرک ہے واللہ اعلم

خدام الدین خود پڑھیے اور دوسروں کو پڑھایئے

ایڈیٹر
جانشین مناظر اسلام مناظر
فون ۶۷۵۴۵



سالانہ چندہ ۱۱ روپے
ششماہی چندہ ۶ روپے

جلد ۹ | ۴ ذی الحجہ سنہ ۱۳۸۳ھ مطابق ۱۷ اپریل سنہ ۱۹۶۴ء | شمارہ ۴۷

شیر کشمیر کی رہائی اور مسئلہ کشمیر

شیر کشمیر شیخ عبداللہ قید و بند کی گیارہ سالہ طویل مدت گزارنے کے بعد رہا ہو چکے ہیں۔ دورانِ اسیری انہوں نے جس عزیمت، پامردی، بلند کرداری اور استقامت کا ثبوت دیا ہے وہ تاریخ کشمیر میں رہتی دنیا تک یاد رہے گا، ان کے کردار نے نہ صرف برصغیر پاک وہند میں ان کی عظمت کا لوہا منوا دیا ہے بلکہ تمام دنیا کی نظریں ان کی طرف اٹھ گئی ہیں اور وہ اس وقت کشمیری عوام کے واحد مسلمہ لیڈر اور دنیا کے عظیم انسانوں میں سے ایک ہیں۔ یہ ان کی کشمیری عوام میں محبوبیت اور عظمت و استقامت کا کرشمہ ہے کہ ...... دنیا کی رائے عامہ اور عوامی مطالبہ سے مجبور ہو کر ہندوستانی حکومت جھکنے پر آمادہ ہو گئی اور بالآخر اس عظیم انسان کو جیل سے رہا کرنا پڑا۔

خطیب پاکستان حضرت مولانا قاضی احسان احمد شجاع آبادی کے الفاظ میں یہ کوئی نئی بات نہیں طاقت اور صداقت میں ہمیشہ سے ٹھنی ہوئی ہے اور دیکھا یہی گیا ہے کہ طاقت و صداقت میں جب کبھی مقابلہ ہوا فتح ہمیشہ صداقت کی ہوئی اور طاقت نے ہمیشہ منہ کی کھائی ہے ہمارے سامنے ہے کہ ہندوستان نے اپنی تمام طاقت صرف کی اور کشمیری عوام پر جبر و استبداد کی انتہا کر دی لیکن شیخ صاحب کے پائے استقامت میں لغزش نہ آئی اور بالآخر قائد کشمیر کے طرز عمل نے کشمیری عوام میں زندگی کی روح دوڑا دی کشمیری عوام نے اپنے قائد کے نقش قدم پر چلنے کا تہیہ کر لیا اور وہ سر دھڑ کی بازی لگا کر میدان میں کود پڑے۔ ہندوستانی حکومت ان کے عزم اور جذبۂ قربانی کا مقابلہ نہ کر سکی اور اسے عوامی مطالبہ کے سامنے ہتھیار ڈالنا پڑے ہندوستان کی طاقت کو شکست ہوئی اور میدان شیخ عبداللہ کی صداقت و عزیمت کے ہاتھ رہا۔

اب یہ تاریخ کا کرشمہ ہے کہ وہی شیخ عبداللہ جنہیں غدار کے لقب سے ملقب کیا جاتا تھا انہیں شیر کشمیر کہتے زبانیں نہیں تھکتیں اور انہیں غدار کہنے والوں کو اپنے ماضی پر ندامت محسوس ہو رہی ہے وہی شیر کشمیر جو کل تک جیل میں بند تھا اور جس کے بارے میں زبان کھولنا.. ہندوستانی حکومت کے نزدیک بدترین جرم تھا۔ آج ہندوستان و پاکستان ہی نہیں دنیا کی نظروں میں کشمیری عوام کا محبوب لیڈر اور آزادی کا نشان ہے وہی ہندوستان جہاں ان کا نام لینا گردن زدنی تھا اور جن کے متعلق کوئی کلمہ نکالنے سے پہلے سو احتیاط برتنا پڑتی تھی آج اس کا وزیر اعظم انہیں ملنے کے لئے بے تاب ہے وہ انہیں دعوت دیتا ہے اور اپنا مہمان بنانے کی پیشکش کرتا ہے۔

دوسری طرف وزیر خارجہ پاکستان نے شیخ صاحب کو پیغام دیا ہے کہ وہ صدر ایوب سے یا پاکستان کے دوسرے لیڈروں سے ایک دفعہ ملاقات کریں اور اس کو یہاں تک اہمیت دی ہے کہ یہ ملاقات پاکستان سے باہر بھی ہو سکتی ہے اور ہندوستان میں بھی اس کا انتظام کیا جا سکتا ہے۔ غرض اس صورت حال سے یہ بات صاف ظاہر ہے کہ اس وقت پاکستان اور ہندوستان دونوں مملکتوں کے نزدیک شیخ عبداللہ کشمیری عوام کے مسلمہ رہنما اور ان کے دل کی آواز ہیں اور دونوں ملک شیخ صاحب کے آئندہ طرز عمل کی جانب نگاہیں لگائے بیٹھے ہیں۔ ہر جگہ یہ چرچا ہے کہ آئندہ شیخ صاحب کا رول کیا ہو گا؟ وہ کن خطوط پر کام کریں گے؟ کشمیری عوام کے مؤقف کو وہ کس انداز میں پیش کریں گے؟ ان کے کام کرنے کا رخ کیا ہو گا؟ اور وہ ہندوستان اور پاکستان کے نزاع کو ختم کرنے کے لئے کیا طریقہ اختیار کریں گے؟

یہ سمجھ میں نہیں آتا کہ نام نہاد وزیر اعظم کشمیر محمد صادق نے کیونکر حکومت ہند کے مشورہ کے بغیر شیخ عبداللہ کی رہائی کے احکامات صادر کر دیئے اور اگر ہندوستانی حکومت کے مشورہ سے شیخ صاحب کو رہا کیا گیا ہے تو وہ کون سی شرائط یا توقعات ہیں جو ان کی رہائی کا باعث بنیں۔ جیل سے رہائی کے بعد شیخ صاحب کے بیانات اور تقاریر کو دیکھا جائے تو صاف ظاہر ہوتا ہے کہ ان کے سابقہ موقف میں کوئی تبدیلی واقع نہیں ہوئی، وہ کسی قسم کا دباؤ قبول کرنے کے لئے تیار نہیں اور اسی مقام پر کھڑے ہیں جس پر گرفتاری کے وقت نظر آتے تھے۔ انہوں نے ۱۰ اپریل کو جموں میں تقریر کرتے ہوئے صاف طور پر کہا ہے کہ آج اگر میں ان لوگوں سے مصافحہ کرتا ہوں جنہوں نے مجھے جیل میں ڈالا تھا تو اس سے کسی کو غلط فہمی میں مبتلا نہیں ہونا چاہیئے کہ میں ان کے ساتھ مفاہمت پر آمادہ ہو گیا ہوں۔ خود ارادیت کشمیری عوام کا بنیادی حق ہے اور اس حق کے سلسلہ میں کسی سے سودا بازی نہیں ہو سکتی۔ یہ حق ابھی استعمال نہیں ہوا۔ تنازعہ کشمیر کے کسی قابل عمل فارمولے کی بنیاد صرف حق خود ارادیت ہی ہو سکتا ہے اور اس مسئلہ کے فریقین پاکستان، بھارت اور کشمیر کے نمائندوں کو یہ فارمولا تلاش کرنا چاہیئے

بہر حال شیخ صاحب کی پنڈت نہرو سے مجوزہ ملاقات کے بعد ہی ان کے طرز عمل کے بارے میں کوئی قطعی رائے قائم کی جا سکے گی لیکن اتنا اب بھی ضرور کہا جا سکتا ہے کہ شیخ عبداللہ کا ماضی اور حال اس بات پر شاہد ہے کہ وہ اپنی ضمیر کے خلاف کوئی بات گوارہ نہیں کریں گے۔

خدام الدین خود بھی پڑھیئے اور دوسروں کو بھی پڑھائیے

مجلس ذکر ۲۵ ذی قعدہ سنہ ۱۳۸۳ھ ۱۹ اپریل سنہ ۱۹۶۴ء

مرتبہ:- ماسٹر غلام نبی بھکر

ذکر الٰہی کا فائدہ

حضرت مولانا عبید اللہ انور مدظلہ العالی

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَکَفٰی وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی اَمَّا بَعْدُ!

حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے اس ظلمت کدہ میں درس قرآن جاری فرمایا، انگریز نے ہتھکڑی لگا کر لاہور میں نظر بند کر دیا کیونکہ یہ دینی سلسلہ قائم کرنے والے ہیں تاکہ ان کا یہ سلسلہ ٹوٹ جائے مگر وہ کامیاب نہ ہوا

دہلی سے ریشمی خطوط کے سلسلہ میں لاہور لائے گئے حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے درس قرآن کا سلسلہ شروع کیا پھر اللہ کریم کا خاص فضل ہوا تو ہفتہ میں مجلس ذکر شروع کی، جمعہ کے روز ایک جامع مسجد میں خطبہ بھی دیتے رہے۔ نتیجتاً اس ظلمت کدہ لاہور میں جہاں گمراہی اور الحاد پھیل رہا تھا ہدایت کی روشنی پھیلانی شروع کی۔ اب میرا یہ مشاہدہ ہے کہ جہاں جہاں مجلس ذکر شروع کی گئی وہاں بہت حد تک لوگوں کی اصلاح ہوئی اور لوگوں میں یادِ الٰہی کا جذبہ بڑھنے لگا۔ حال ہی میں شورکوٹ میں ایک مسجد تعمیر ہوئی ہے۔ میں نے گزشتہ جمعہ وہیں ادا کیا اور اس خیال کے پیش نظر کہ یہاں اللہ کا نام جاری و ساری ہے مجلس ذکر کا آغاز کرایا۔ مظفر گڑھ میں بھی حضرت مولانا محمد عمر صاحب کے مدرسہ احیاء العلوم میں مجلس ذکر شروع کرائی گئی تھی وہاں بھی الحمدللہ حالات بہت بدلے ہوئے ہیں اور ذکر اللہ کے ساتھ لوگوں کی رغبت دیکھنے کے قابل ہے۔ اللہ تعالیٰ اسے ہمیشہ قائم رکھے۔

محترم حضرات!

آج ہر طرف الحاد و زندقہ کا زور ہے سودی کاروبار بڑھ گیا ہے۔ گمراہی عام ہے بے حیائی کھل کھیل رہی ہے ان حالات میں ضروری ہے کہ ذکر اللہ کی مجالس عام کر دی جائیں، درس قرآن و حدیث جگہ جگہ کر دیے جائیں۔ اللہ والوں کے تذکرے عام ہوں لوگوں کو کتاب و سنت اور اسلاف کے نقش قدم پر چلنے کی ترغیب دی جائے۔ بچے اور بچیوں کو قرآن پاک کی تعلیم دی جائے اور برائیوں کی نشان دہی کرائی جائے تاکہ وہ ان سے بچ سکیں۔

میری دلی آرزو ہے کہ ملک میں ذکر اللہ کے چرچے ہوں ہر گلی اور محلہ میں مجالس ذکر کا انعقاد ہو مسجدیں، نمازیوں سے بھر جائیں۔ اور لوگ رب سے تعلق توڑ کر اپنے مالک حقیقی سے رشتہ جوڑ لیں۔

بزرگان محترم! کفر و الحاد کا طوفان آ رہا ہے۔ مسلمان دنیا کے ہر گوشے میں ذلیل ہے قبرص میں ان پر مظالم توڑے جا رہے ہیں، فلسطین کے کوچہ و بازار اس پر تنگ کر دیئے گئے ہیں اور فلسطینی مہاجر عرب ممالک میں نہایت کس مپرسی کے عالم میں زندگی کے سانس گن رہے ہیں اور کشمیر میں بھارتی حکمرانوں نے مسلمانوں کی زندگیوں کو اجیرن بنا دیا ہے۔ غرض ہر طرف مسلمانوں کو ختم کر دینے کے مشورے ہو رہے ہیں اور مسلمان ممالک کا یہ حال ہے کہ وہاں اسلام غائب ہوتا چلا جا رہا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ مسلمانوں پر ہر جگہ ظلم و ستم کا بازار گرم ہے اور یوں معلوم ہوتا ہے جیسے مالک نے ان سے اپنی رحمت کا منہ موڑ لیا ہے

آیئے! سب مل کر اپنے روٹھے ہوئے مالک کو منانے کا پروگرام بنائیں اس کے دامنِ رحمت میں پناہ لیں، اپنی پیشانیاں اس کے حضور رکھ دیں، اپنے سارے کام اس کے سپرد کر کے اسی کے بھروسہ پر عملی جد و جہد کا آغاز کریں اور سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو مشعل راہ بنا کر زندگی کی راہوں میں پھیل جائیں۔ اگر ہم یہ کر سکے تو انشاءاللہ حق تعالیٰ کی نصرتیں ہمارے ساتھ ہوں گی اور ہماری بگڑی بن جائے گی۔

بزرگانِ محترم!

یہ مجلس ذکر کا پروگرام بھی اللہ کو راضی کرنے کی ایک شکل ہے دور دور سے لوگ اللہ کا نام لینے کے لئے آتے ہیں۔ آخر اس کے سوا ان کی کیا غرض ہوتی ہے کہ اللہ کو راضی کیا جائے — حکیم عزیز الرحمٰن صاحب جہلم سے تشریف لاتے ہیں، یہ کافی معمر اور مصروف ترین آدمی ہیں۔ مگر اللہ کے نام ذوق اور دین سے محبت انہیں کشاں کشاں لاہور لے آتے ہیں — اسی طرح کئی حضرات ہیں جن کی مالی حالت اچھی نہیں لیکن دین سے عشق و محبت کا جذبہ ان کے دلوں میں موجزن ہے اور وہ انہیں دور دراز سے مجلس ذکر میں کھینچ لاتا ہے یہ صرف اللہ کا فضل اور حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے خلوص کی برکت ہے کہ یہ گلشن ہرا بھرا اور آباد ہے اور دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اسے تا قیام قیامت قائم رکھے۔

ہمارے حضرت رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ اگر نیت میں اخلاص ہو اور استقامت کے ساتھ یاد اللہ کی توفیق عطا ہو جائے تو یہ انسان آسمان ولایت پر اُڑتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو خلوص و استقامت کی دولت سے بہرہ ور کرے —

ہمیں چاہیئے کہ ہم مسجدوں کو اپنے گھروں کو یاد اللہ سے آباد کریں۔ ذکر اللہ میں ہمہ وقت شاغل رہیں اور ذکر اللہ کی ضربوں سے فضائے کائنات میں گونج پیدا کر دیں اس کا نتیجہ انشاء اللہ یہ ہوگا کہ ہمیں اطمینان قلب کی دولت نصیب ہوگی اور ماحول ذکر اللہ کی برکت سے جنت نظیر بن جائے گا۔ اللہ تعالیٰ ہمیں ذکر اللہ کی توفیق دے۔

خطبہ جمعہ ۲۶ ذیقعدہ ۱۳۸۳ھ مطابق ۱۰ اپریل ۱۹۶۴ء

عشرۂ ذی الحجہ

حضرت مولانا عبیداللہ انور مدظلہ العالی

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَکَفٰی وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی اَمَّا بَعْدُ!

بزرگانِ محترم!

ماہِ ذیقعدہ ختم ہوا چاہتا ہے۔ حاجی صاحبان عشق و سرمستی کی تصویر بنے کوچۂ محبوب کی طرف رواں دواں ہیں اور ذی الحجہ کا چاند فلک کے دریچہ سے جھانکنے کو تیار کھڑا ہے۔ اس لئے مناسب یہی ہے کہ اس جمعہ عشرۂ ذی الحجہ کے عنوان سے اپنی معروضات آپ حضرات کی خدمت میں پیش کروں۔

عشرۂ ذی الحجہ کے بیان سے پہلے ضروری ہے کہ ماہ ذی الحجہ کی وجہ تسمیہ عرض کر دی جائے۔

وجہ تسمیہ

اس مبارک مہینہ کو ذی الحج اس لئے کہا جاتا ہے کہ اس میں اسلام کا ایک مقدس فریضہ اور دین مبین کا پانچواں رکن ادا کیا جاتا ہے۔ چنانچہ اسی مناسبت سے یہ مہینہ ذی الحجہ یعنی حج کے مہینہ کے نام سے موسوم ہے۔

عشرۂ ذی الحجہ

یکم ذی الحجہ سے لے کر دس ذی الحجہ تک کے دن عشرۂ ذی الحجہ کہلاتے ہیں ان دس دن کی احادیث میں بہت فضیلت آئی ہے اور قرآن عزیز میں بھی ان کا تذکرہ موجود ہے۔ چنانچہ ارشاد ربانی ہے۔

وَالْفَجْرِ وَلَیَالٍ عَشْرٍ

قسم ہے فجر کی اور دس راتوں کی

احادیث اور اقوال سلف سے ثابت ہے کہ دس راتوں سے مراد ماہ ذی الحجہ کی پہلی دس راتیں ہیں۔ چنانچہ احمد اور نسائی نے حضرت جابرؓ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ "عشر" سے مراد عید الضحےٰ کے دس دن ہیں۔ علامہ ابن جریرؒ نے حضرت ابن عباسؓ اور مجاہدؒ سے روایت ہے کہ "وَلَیَالٍ عَشْرٍ" سے مراد عید قربان کی اول دس راتیں ہیں۔ شاہ عبدالقادر رحمتہ اللہ علیہ نے بھی موضح القرآن میں "وَلَیَالٍ عَشْرٍ" سے مراد یہی دس راتیں لی ہیں۔ غرض اللہ تعالےٰ کا ان دس راتوں کی قسم کھانا ان کی بزرگی و عظمت پر بیّن دلیل ہے۔

عشرۂ ذی الحجہ کے فضائل

رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے۔

مامن ایام العمل الصالح فیھا احب الی اللہ عزّ وجل من ھذہ الایام یعنی ایام العشر قیل یا رسول اللہ ولا الجھاد فی سبیل اللہ؟ قال ولا الجھاد فی سبیل اللہ الاّ رجلٌ خرج بنفسہ ومالہ ثم یرجع بشیءٍ

یعنی ان دس دن (عشرہ ذی الحجہ) کی عبادت اللہ جل شانہٗ کو جس قدر محبوب ہے اس کے مقابلہ میں دوسرے دنوں کی اتنی محبوب نہیں ہے کسی نے دریافت کیا یا رسول اللہ! خدا کے راستے میں جہاد کرنا بھی ان دنوں کے اعمال کے مساوی نہیں ہو سکتا؟ آپ نے فرمایا "ان دنوں کا مقابلہ جہاد بھی نہیں کر سکتا البتہ اگر کوئی شخص اپنا مال اور جان دونوں میدان جہاد میں قربان کر دے اور دونوں میں سے کوئی چیز بھی واپس نہ آئے تو ایسا جہاد بے شک ان دنوں کے اعمال صالحہ کا مقابلہ کر سکتا ہے

حضرت ابن عمرؓ کی روایت کے الفاظ اس طرح ہیں۔

مامن ایام اعظم عند اللہ ولا احب الیہ العمل فیھن من ھذہ الایام العشر فاکثروا فیھن من التسبیح والتحمید والتھلیل والتکبیر۔

عشرۂ ذی الحجہ کے نیک عمل دوسرے دنوں کے مقابلہ میں اللہ کو بہت پسندیدہ ہیں پس ان دنوں میں تسبیح، تحمید، تہلیل اور تکبیر یعنی سبحان اللہ، الحمد للہ، لا الہ الا اللہ، اور اللہ اکبر خوب کثرت سے پڑھا کرو۔

تمام ایام دنیا میں ذی الحجہ کے ابتدائی دس دن افضل ہیں

حدیث میں آتا ہے:۔

ان افضل ایام الدنیا۔ ایام ھذہ العشر قیل یا رسول اللہ ولا مثلھن فی سبیل اللہ قال الا من عفر وجھہ فی التراب

یعنی تمام ایام دنیا میں سے ذی الحجہ کے دس دن افضل ہیں۔ کسی نے عرض کیا "جو دن جہاد میں صرف ہوں وہ دن بھی ان دنوں کی فضیلت کا مقابلہ نہیں کر سکتے؟" فرمایا "ایسا جہاد تو ان دنوں کا مساوی ہو سکتا ہے جس میں مجاہد کا چہرہ خون آلود ہو جائے اور وہ میدانِ جہاد ہی قربان ہو جائے۔

سب سے پسندیدہ دن

مَامِنْ اَیَّامٍ اَحَبَّ اِلَی اللّٰہِ تَعَالٰی اَنْ یُّتَعَبَّدَ لَہٗ فِیْھَا مِنْ عَشْرِ ذِی الْحِجَّۃِ یُعْدَلُ صِیَامُ کُلِّ یَوْمٍ مِّنْھَا بِصِیَامِ سَنَۃٍ وَ قِیَامُ کُلِّ لَیْلَۃٍ مِّنْھَا بِقِیَامِ لَیْلَۃِ الْقَدْرِ۔

اللہ تعالےٰ کے نزدیک کوئی دن جس میں خدا کی عبادت کی جائے ذی الحجہ کے عشرہ سے زیادہ محبوب نہیں۔ ان میں ہر دن کے روزہ رکھنے کا ثواب سال بھر کے روزوں کے ثواب کے برابر ہے اور ان میں ہر رات کی عبادت کا ثواب لیلۃ القدر کی عبادت کے ثواب کے برابر ہے

ایک سال کے روزے کا ثواب

حضرت ابن عباس رضؓ کی روایت میں ارشاد نبوی ہے۔

من صام العشر فلہ بکل یوم صوم شھر ولہ بصوم الترویۃ سنۃ

جس شخص نے دس دن کے روزے رکھے اس کو ہر روزے کے بدلے میں ایک مہینہ کے روزوں کا ثواب ملتا ہے اور آٹھویں تاریخ کے روزے کا ثواب ایک سال کے برابر ہے۔

ہزار دن کے برابر ایک ایک دن

حضرت انسؓ بن مالک سے روایت ہے کہ کہا جاتا تھا کہ ذی الحجہ کے دس دنوں میں سے ہر دن فضیلت میں ایک ہزار دن کے مساوی ہے اور عرفہ کا دن دس ہزار دن کے برابر ہے۔

دو سال کے گناہوں کا کفارہ

حضرت ابو قتادہ رضؓ کی روایت میں نویں تاریخ کے روزے کو دو سال کے گناہوں کا کفارہ فرمایا گیا ہے

ایک روایت کے الفاظ یہ ہیں احتسب علی اللّٰہِ ان یکفر السنۃ التی قبلہ والسنۃ التی بعدہٗ

یعنی یوم عرفہ کا روزہ ایک سال اور ایک سال بعد کے گناہوں کا کفارہ ہو جاتا ہے۔

حاصل

مذکورہ بالا تمام روایات سے یہ نکلا کہ عشرہ ذی الحجہ کے دن بڑے ہی بابرکت، پر عظمت اور بزرگی کے دن ہیں ان دنوں میں اللہ کی یاد کثرت سے کرنا، اس کی حمد و ثناء بیان کرنا تسبیح و تقدیس اور تہلیل میں ہمہ وقت مشغول رہنا در حقیقت حق تعالےٰ شانہٗ کی رضامندی کا تمغہ حاصل کرنا اور اپنی نجات کا سامان کرنا ہے اللہ تعالےٰ جل شانہٗ کا ہم پر یہ بہت بڑا احسان ہے کہ اس نے ہمیں اپنے پیارے حبیب جناب محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی امت میں پیدا کیا ان کے ذریعہ سے نیکی و بدی میں تمیز کرائی اور ہمیں راہِ ہدایت پر چلایا۔ پھر مزید احسان یہ فرمایا کہ ہماری نجات اُخروی کے لئے آسان آسان نسخے بتائے اور معمولی معمولی اعمال کے عوض جنت کی خوشخبریاں دیں۔ یہ اس کا فضل و احسان اور اپنے بندوں کو نوازنے کا ڈھنگ نہیں تو کیا ہے کہ ایک ایک دن کی عبادت کو ہزار ہزار دن کی عبادت کے برابر قرار دیا جا رہا ہے اور فقط ایک دن کے روزہ کو دو سال کے گناہوں کا کفارہ بتایا جا رہا ہے لیکن ہماری بدبختی کی بھی حد ہے کہ ہم ان نادر موقعوں اور رعائتوں سے فائدہ نہیں اٹھاتے اور غفلت میں وقت گزار دیتے ہیں اول تو انسان کو کسی وقت بھی اپنے خالق و مالک اور محسنِ حقیقی کی یاد سے غافل نہیں ہونا چاہیئے کیونکہ اس کی بندگی کا تقاضا ہی یہی ہے لیکن اگر یہ نہ ہو سکے تو کم از کم یہ ضرور ہونا چاہیئے کہ ہم فرائض و واجبات کو باقاعدگی سے ادا کریں اور اللہ کی خصوصی رحمت و توجہ کے اوقات کو غفلت میں نہ گزاریں کم از کم یہی اوقات اس کی یاد میں وقف کر دیں اور اس کی مغفرت کا دروازہ کھٹکھٹائیں تاکہ وہ راضی ہو جائے

اب عشرہ ذی الحجہ کے مبارک ایام آ رہے ہیں۔ آپ کے ان دنوں کے فضائل ملاحظہ فرمائیے۔ کم از کم ان دنوں میں ہی اللہ کو راضی کرنے کی کوشش کرو اور اس کی رحمتوں سے جھولیاں بھرنے کی فکر کرو۔

یقین جانیئے! کریم و رحیم آقا کا دروازہ کھٹکھٹانے سے کوئی سائل محروم نہیں رہ سکتا اور وہ تو ایسا دینے والا ہے کہ اس کی بخشش کا دروازہ تا زیست بند ہی نہیں ہوتا۔

کاش آپ کے گوشِ دل تک میری یہ آواز پہنچ سکے اور آپ مالک حقیقی کی بارگاہ میں سرِ نیاز جھکا کر اس کی نظر شفقت و رحمت کو اپنی طرف متوجہ کر سکیں

حضرت پیران پیر سیدنا شیخ عبد القادر جیلانی رحؒ

محبوب سبحانی رحمۃ اللہ علیہ نے غنیۃ الطالبین میں تحریر فرمایا ہے :-

کہتے ہیں کہ جو شخص ان دس ایام کی عزت کرتا ہے اللہ دس چیزیں دے کر اس کی عزت افزائی کرتا ہے۔

(۱) عمر میں برکت (۲) مال میں زیادتی (۳) اولاد کی حفاظت (۴) گناہوں کا اوتار (۵) نیکیوں میں دگنا اضافہ (۶) جان کنی میں آسانی (۷) تاریکیوں میں روشنی (۸) میزان (نیکیوں کے پلڑہ) کو وزنی بنانا (۹) دوزخ کے طبقات سے نجات (۱۰) جنت کے درجات پر عروج

جس نے اس عشرہ میں کسی مسکین کو کچھ خیرات دی اس نے گویا پیغمبروں کو دیا جس نے ان دنوں میں کسی بیمار کی بیمار پرسی کی گویا اس نے اللہ کے اولیاء اور ابدال کی عیادت کی۔ جو ان ایام میں کسی جنازہ کے ساتھ گیا گویا وہ شہیدوں کے جنازوں کے ساتھ گیا۔ جس نے کسی مومن کو ان دس دنوں میں لباس پہنایا اللہ اس کو اپنی طرف سے خلعت پہنائے گا جس نے کسی یتیم پر مہربانی کی اللہ اس پر مہربانی کرے گا اور جو اس زمانہ میں کسی علمی مجلس میں شریک ہوا گویا وہ انبیاء اور پیغمبروں کی مجلس میں شریک ہوا

حضرت سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ

فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ میں عشرہ ذی الحجہ کی راتوں میں بصرہ کے قبرستان میں تھا دیکھتا ہوں کہ ایک قبر سے چمکتا ہوا نور نکلا۔ مجھے اُسے دیکھ کر سخت تعجب ہوا۔ اسی تعجب میں تھا کہ مجھے ایک آواز آئی کہ اے سفیانؒ تجھے ذی الحجہ کے پہلے دس دن کے روزے رکھنے چاہئیں۔ اگر تو ایسا کرے گا تو تیری قبر میں سے بھی ایسا ہی نور نکلتا دکھائی دے گا

دوسرا واقعہ

اسی طرح میں نے ایک بزرگ کا واقعہ کہیں پڑھا ہے۔ ان کے متعلق لکھا ہے کہ انہوں نے خواب دیکھا کہ گویا قیامت ٹوٹ پڑی ہے۔ اور میدان قیامت سامنے ہے میدان قیامت میں انہیں اپنا ایک دوست نظر آیا جس کے آگے دس نور چلے جاتے ہیں اور ان کے اپنے پیچھے صرف دو نور ہیں۔ انہیں اس بات پر تعجب ہوا۔ چنانچہ انہیں بتایا گیا کہ اس میں حیرت و تعجب کی کوئی بات نہیں۔ اس شخص نے عرفہ کے دس برس تک روزے رکھے تھے اور تو نے صرف دو برس کے دو ہی روزے رکھے ہیں

حضرت آدم علیہ السلام کی توبہ

غنیۃ الطالبین میں لکھا ہے چونکہ حضرت آدم علیہ السلام کی توبہ اللہ جل شانہٗ نے اسی عشرہ کی برکت سے قبول فرمائی تھی اس لئے اگر کوئی مومن رب کا نافرمان ہو جائے تو خواہش نفس کا اتباع کرنے لگے پھر ان دنوں میں توبہ کر لے، اللہ کی طرف رجوع کر لے اور فرمانبردار بن جائے تو اللہ اپنی مہربانی سے اس پر رحم فرمائے گا اور اس کا گناہ (معاف) فرما دے گا اور اپنی رحمت سے اس کے گناہوں کو نیکیوں سے بدل دے گا

نتیجہ

یہ نکلا کہ ہر شخص کو عشرۂ ذی الحجہ میں اپنے گناہوں سے توبہ کرنی چاہیئے اللہ کی طرف رجوع کرنا چاہیئے، اس کی غلامی کا طوق اپنی گردن میں ڈالنا چاہیئے اور یہ عہد کرنا چاہیئے کہ ساری زندگی حق تعالےٰ شانہٗ کی فرمانبرداری اور بندگی میں گزاروں گا اور اس کی اطاعت سے سرمو انحراف نہیں کروں گا۔

عرفہ کے دن

خاص طور پر اللہ تعالےٰ جل شانہٗ کی عبادت میں زیادہ سرگرمی دکھانی چاہیئے کیونکہ حدیث شریف میں آتا ہے کہ عرفہ کے دن سے افضل کوئی دن نہیں اللہ تعالےٰ عرفہ کے دن زمین

باقی صفحہ ۱۵

قبر آخرت کی منزلوں میں سب سے پہلی منزل ہے

از محمد عثمان غنی بی اے واہ کینٹ

ہم لوگ دنیا کی رنگ رلیوں میں اس درجہ محو ہو کر رہ گئے ہیں کہ ہمیں اپنی اصلی منزل کا خیال تک نہیں آتا۔ جب کبھی کوئی موت دیکھی جنازہ پڑھا اور میت کے دفن ہونے تک آخرت کا خیال رہا اور پھر بھول گئے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ایک مرتبہ چٹائی پر آرام فرما رہے تھے جب اٹھے تو جسم مبارک پر چٹائی کے نشانات دیکھ کر صحابہ کرام رضؓ نے عرض کیا، یا رسول اللہ ص ہم آپ کے لئے بستر بچھا دیتے تو یہ نشانات تو نہ پڑتے حضورؐ نے فرمایا یہ دنیا عارضی ٹھکانا ہے۔ جیسے ایک مسافر کسی درخت کے سائے میں آرام کر کے اپنی منزل کی طرف چل دیتا ہے اور اس سایہ دار درخت کو منزل نہیں سمجھ لیتا۔ یہی حال دنیا کا ہے اس سے یہ سبق ملتا ہے کہ دنیا تو رہگذر ہے منزل آگے ہے لہٰذا ہم لوگوں کی دنیا میں محویت دانشمندانہ اقدام نہیں اگر ہمارے مکان میں روشنی نہ ہو تو ہم ہر ممکن کوشش کر کے بجلی کا کنکشن لیتے ہیں یا کم از کم تیل کا لیمپ تو جلاتے ہی ہیں مگر اس اندھیری کوٹھری کا ہمیں قطعاً فکر نہیں ہے وہاں کے حالات اگرچہ آج تک کسی نے واپس آ کر نہیں بتائے مگر حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے فرامین برحق ہیں۔ آپ نے فرمایا کہ قبر بہشت کے باغوں میں سے ایک باغ ہے یا جہنم کے گڑھوں میں سے ایک گڑھا۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ انسان کے اعمال کی جزا یا سزا قبر ہی سے شروع ہو جاتی ہے اگر اعمال صالحہ کر کے جائیں گے، حقوق اللہ اور حقوق العباد کی صحیح ادائیگی کر کے جائیں گے، رزق حلال کے سوا اپنے بال بچوں کے پیٹوں میں حرام کا لقمہ نہ ڈالیں گے تو انشاء اللہ قبر جنت کا باغ بن جائے گی اور اگر اللہ کے حکموں کو ٹالتے رہے، ہر گمراہ کی پیروی کرتے رہے، حرام کھاتے رہے اور بے عملی کی زندگی گزار کر گئے تو پھر قبر میں جو حالت ہو گی اس کا حال خدا کو ہی معلوم ہے مگر حضور اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے جو ارشادات فرمائے ہیں کہ جب قبر میں فرشتوں کو بے عمل انسان کوئی تسلی بخش جواب نہ دے گا تو ایک اندھا اور بہرہ فرشتہ اس پر گرز برسائے گا اور اس مردے کی چیخ و پکار سوائے انسان اور جن کے ہر مخلوق سنتی ہے اللہ تعالےٰ سے ڈرنا چاہیئے۔ اور اعمال کی درستی کی فکر کرنی چاہیئے قبر کی سختی اس قدر ہو گی کہ گنہگار انسان کی ایک پسلی دوسری پسلی سے جا ملے گی مگر خوش بخت ہے وہ جس کو قبر میں دلہنوں کا سا آرام ملے گا، حد نظر تک اس کی قبر کشادہ ہو جائے گی اور اسے جنت کی خوشخبری ملے گی۔ حدیث میں آتا ہے کہ جب آدمی کو قبر سے اٹھایا جائیگا تو وہ اپنا لوٹا اور جائے نماز ڈھونڈے گا بشرطیکہ نمازی ہو اسی طرح سورۂ ملک کے فضائل میں آتا ہے کہ جو شخص اس سورت کو روزانہ سوتے وقت پڑھے گا یہ قبر میں اس طرح حفاظت کرے گی جس طرح مرغی اپنے بچوں کو پروں کے نیچے لے لیتی ہے اور کوؤں چیلوں اور بلیوں سے بچا کر رکھتی ہے قرآن کے حافظ کا قرآن قبر میں شہادت دے گا کہ یہ تلاوت کیا کرتا تھا آج اس کی حفاظت کی جائے۔ ایک مرتبہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ایک قبر کے قریب سے گزرے تو دیکھا کہ قبر والے کو عذاب ہو رہا تھا آپ نے دو سبز ٹہنیاں توڑ کر وہاں گاڑ دیں اور صحابہؓ سے فرمایا کہ اس صاحب قبر کو دو وجوہات کی بنا پر عذاب ہو رہا ہے ایک تو یہ چغلی کی عادت رکھتا تھا اور دوسرے اس کے پیشاب کے قطرے اس کی رانوں پر لگتے تھے یہ احتیاط نہ کرتا تھا۔ جب تک یہ ہری ٹہنیاں خشک نہ ہوں گی اس کو عذاب میں کچھ تخفیف ہو گی۔ ہم بھی اپنے اعمال کا محاسبہ کریں کیا ہم بھی تو ان جرائم میں گرفتار نہیں ہیں؟

حضرت سعد بن معاذ رضؓ بڑے جلیل القدر صحابہ میں سے ہیں ان کے اور بھی فضائل کتب حدیث میں آتے ہیں۔ ہجرت سے قبل نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت مصعب بن عمیر رضؓ کو تعلیم و تبلیغ کے لئے مدینہ طیبہ بھیجا تھا ان کے ہاتھ پر یہ مسلمان ہوئے تھے۔ اپنی برادری کے سردار تھے اس لئے ان کے مسلمان ہوتے ہی سارا خاندان اُسی روز مسلمان ہو گیا۔ سب سے اول جس خاندان نے مدینہ منورہ میں اسلام قبول کیا وہ یہی خاندان ہے۔ ۵ھ میں ان کا وصال ۲۷ سال کی عمر میں ہوا۔ ستر ہزار فرشتے ان کی نماز جنازہ میں شریک ہوئے تھے لیکن باوجود ان سب کے حدیث شریف میں آتا ہے کہ قبر کی تھوڑی دیر کی تنگی ان کے لئے بھی پیش آئی بڑی عبرت کی جگہ ہے۔ اگر اس طرح کے لوگوں کا بھی لحاظ نہیں کیا جاتا تو ہم چودھویں صدی والوں کا کیا حال ہو گا جن کی زندگی غلط راہوں پر گزر رہی ہے۔ اللہ تعالےٰ سے ہر وقت ڈرتے رہنا چاہیئے اپنے اعمال کا محاسبہ کرتے رہنا چاہیئے۔

حضرت عثمان غنی رضؓ کا جب کسی قبر پر گزر ہوتا تو اس قدر روتے کہ ڈاڑھی مبارک تر ہو جاتی کسی نے عرض کیا کہ جنت اور دوزخ کا بھی تذکرہ ہوتا ہے اس پر تو آپ نہیں روتے مگر قبر کو دیکھ کر اس قدر روتے ہیں۔ حضرت عثمان رضؓ نے ارشاد فرمایا کہ میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنا ہے کہ قبر آخرت کی منزلوں میں سب سے پہلی منزل جو اس سے نجات پا لے اس کے لئے اس کے بعد کی ساری منزلیں سہل ہو جاتی ہیں اور جو اس کے عذاب سے خلاصی نہ پا سکے اس کے لئے اس کے بعد کی منزلیں اور بھی زیادہ دشوار ہو جاتی ہیں نیز میں نے حضور صلے اللہ علیہ وسلم سے یہ بھی سُنا ہے کہ میں نے جتنے مناظر دیکھے ہیں قبر کا منظر سب سے زیادہ ہولناک ہے۔

اگر آج بھی انسان اللہ تعالےٰ کے ساتھ اپنا تعلق درست کر لے تو اس کو بھی بشارتیں مل سکتی ہیں امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے حدیث کی جو خدمت کی ہے اور بخاری شریف کا مجموعہ مرتب کر کے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے خوشنودی کا تمغہ پایا ہے ان کی زندگی کے بارے میں آتا ہے کہ وہ بچپن ہی سے نابینا ہو گئے تھے ان کی والدہ ہر وقت ان کی بینائی کی دعائیں کرتی تھیں ایک رات حضرت ابراہیم نے خواب میں فرمایا کہ آپ کے بیٹے کی بینائی اللہ نے واپس کر دی ہے چنانچہ صبح

ہی جب وہ اُٹھے تو بینا تھے اس کے بعد آپ نے عمر بھر خدمتِ حدیث کی اور آج ان کی بخاری شریف کو قرآن کے بعد کا درجہ حاصل ہے جب امام بخاری کا انتقال ہوا تو ان کی قبر سے خوشبو پھوٹ پڑی۔ شاہ عبدالقادر صاحب کا اُردو ترجمۂ قرآن شریف آج تک سب تراجم کی بنیاد ہے ان کی یہ خدمت چالیس سالہ کاوش کا نتیجہ تھا جب ان کا انتقال ہوا تو شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ شاہ عبدالقادر صاحب جس قبرستان میں مدفون ہیں ان کی قبر کے اردگرد بارہ بارہ میل تک کے صاحب ایمان مُردوں کو اللہ تعالےٰ نے عذاب سے نجات دے دی ہے

آج کے دور میں بھی ایسے اللہ والے ہو گزرے ہیں جن کی قبر سے خوشبو آئی اور جن کے طفیل اللہ تعالےٰ نے بے شمار مُردوں کی مغفرت فرما دی۔ ہمارے حضرت مولانا احمد علی نوّر اللہ مرقدہٗ اپنے وعظوں میں بار بار فرمایا کرتے تھے کہ نیک لوگوں کی قبریں بہشت کا باغ بن جائیں گی چنانچہ آپؒ کی اپنی قبر اگرچہ باہر سے کچی ہے اور عام مسلمانوں کے قبرستان (میانی صاحب) میں ہے نہ کوئی گنبد ہے نہ محراب ہے مگر اللہ کے فضل سے بہشت کا باغ بنی ہوئی ہے لاہور کے اخباروں نے یہ خبر ان کی وفات کے چند دن کے بعد ہی دی کہ آپؒ کی قبر سے خوشبو پھوٹ نکلی ہے اور پھر لاکھوں لوگوں نے وہ خوشبو سونگھی بلکہ اس کا کیمیکل تجزیہ کرکے ماننا پڑا کہ یہ دنیاوی خوشبو نہیں ہے بلکہ خدا کی طرف سے ہے۔ آپ کی وفات کے تیسرے روز حضرت مولانا رحمۃ اللہ علیہ کے ایک جلیل القدر خلیفہ نے مراقبہ کرکے حضرت کی زیارت کی تو حضرت رحؒ نے بتایا کہ جب اللہ تعالےٰ کے حضور میری پیشی ہوئی تو پوچھا گیا آپ اتنی تکالیف کیوں جھیلتے رہے؟ حضرت رحؒ نے عرض کیا اے اللہ مجھے تیرے خوف کی وجہ سے یہ سب کچھ کرنا پڑا اللہ تعالےٰ نے فرمایا اگر ہم نے آپ کو نہ بخشنا ہوتا تو اتنی رحمتیں آپ پر کیوں نازل کرتے پھر حضرت رحؒ نے صاحبِ مراقبہ کو یہ بھی بتایا کہ جب مجھے میانی صاحب کے قبرستان میں دفن کیا گیا تو اللہ رب العزت نے مہمانی کے طور پر میانی صاحب کے وسیع و عریض قبرستان میں دفن ہونے والے تمام صاحب ایمان مردوں کو بخش دیا۔ کتنی بڑی عنایت ہے پروردگار کی۔ الحمد للہ۔ اگر آج ہم بھی اپنی زندگیوں کو اسلامی سانچوں میں ڈھال لیں اور خدا تعالےٰ کے ساتھ اپنا معاملہ درست کرلیں تو یقیناً اللہ تعالےٰ کی رحمتیں ہم پر بھی نازل ہو سکتی ہیں اور قبر کی منزل آسان ہو سکتی ہے۔

بقیہ! حجاج کرام کی خدمت میں چند معروضات

بھیکا کھا کر حرم شریف میں عبادت میں لگے رہیں۔ عورتوں کو بھی عبادت کے لئے وقت دیں۔ وہ سارا دن پکاتے ہیں مشغول نہ رہیں" یہ نصیحت قابل عمل ہے۔

حج ایک بہت بڑا اجتماع اللہ تعالےٰ کے بندوں کا ہے اس لئے آپ کوشش کریں کہ آپ کسی کو ایذا نہ پہنچائیں طواف کرتے وقت آگے چلنے والے کی پشت پر ہاتھ رکھ کر اسے ہرگز دھکیلنے کی جسارت نہ کریں۔ کسی کے پاؤں کے اوپر اپنا پاؤں نہ رکھیں دوسروں کو دھکے دے کر خود آگے بڑھنے کی کوشش نہ کریں۔ اسی طرح ہر مقام پر آپ کی یہ کوشش ہونی چاہیئے کہ دوسروں کو ایذا نہ پہنچے۔ تقویٰ اور پرہیزگاری کو اپنا شعار بنائیں دوسروں کی راحت کا خیال رکھیں۔ لہذا اس حدیث پر عمل کرتے رہیں۔

اَلْمُسْلِمُ مَنْ سَلِمَ الْمُسْلِمُوْنَ مِنْ لِسَانِهٖ وَیَدِہٖ۔

یعنی کامل مسلمان وہ ہے جس کی زبان اور ہاتھ سے مسلمان محفوظ رہیں۔

آپ کو اس موقعہ پر اپنے کامل اور اچھے مسلمان ہونے کا ثبوت دینا چاہیئے زبان اور اپنے اعضاء کو اپنے قبضے میں رکھنا چاہیئے تاکہ ان سے کسی مسلمان کو ایذا نہ پہنچے۔

دوسرے مسلمانوں کے ساتھ آپ کا سلوک بھائیوں جیسا ہونا چاہیئے اگر آپ کا بھائی کچھ زیادتی کرے تو آپ صبر کرتے ہیں۔ ہمیشہ اس کی خیرخواہی مدنظر رہتی ہے۔ یہی اصول آپ کو دوسرے مسلمان بھائیوں کے ساتھ برتنا چاہیئے کیونکہ سب مسلمان آپس میں بھائی بھائی ہیں

اَلْمُسْلِمُ اَخُو الْمُسْلِمِ (الجامع الصغیر صـ۲۱۲)

اور کسی بھائی کو دوسرے بھائی پر برتری حاصل نہیں ہاں اگر برتر اور ممتاز کرنے والی کوئی چیز ہے تو تقویٰ اور پرہیزگاری ہے

اَلْمُسْلِمُوْنَ اِخْوَۃٌ لَا فَضْلَ لِاَحَدٍ عَلٰی اَحَدٍ اِلَّا بِالتَّقْوٰی ایضاً صـ۳۲

لہٰذا آپ ہر قدم پر اپنے تقویٰ اور پرہیزگاری کا ثبوت دیں دوسرے بھائیوں کو محبت کی نظر سے دیکھیں یہ اقوامِ عالم کا اجتماع ہے اس لئے آپ کو کسی کے لباس یا شکل و شباہت پر ہنسنا نہیں چاہیئے۔ بلکہ ان کو اپنی محبت کا ثبوت دینا چاہیئے دوسرے بھائیوں کے ساتھ محبت سے پیش آنے سے اللہ تعالےٰ گناہ معاف فرماتا ہے۔

مَنْ نَظَرَ اِلٰی اَخِیْهِ نَظْرَۃً وُدٍّ غَفَرَ اللّٰهُ لَهٗ (جامع الصغیر صـ۳۱۸)

آپ دوسرے بھائیوں کے معاون بنیں۔ ان کی حتی المقدور حاجت برآری کریں اس مبارک سفر میں آپ کو دوسروں کی خدمت کرنے کے بہت سے موقع مہیا ہیں۔ ہر خدمت اور حاجت برآری حج و عمرے کا سا ثواب رکھتی ہے۔ آپ اس موقعہ کو غنیمت جانیں اور ثواب سے اپنا دامن بھر لیں (مَنْ قَضٰی لِاَخِیْهِ حَاجَۃً کَانَ لَهٗ مِنَ الْاَجْرِ کَمَنْ حَجَّ وَاعْتَمَرَ

(الجامع الصغیر صـ۳۱۳)

آپ حرم شریف میں تشریف لے جائیں تو کسی دوسرے شخص کو دھکیل کر اپنے لئے جگہ نہ بنائیں۔ دو شخص مل کر بیٹھے ہوں تو ان کے درمیان بلا اجازت گھس کر نہ بیٹھیں اس ادب کو ملحوظ رکھیں

لَا تَجْلِسُوْا بَیْنَ رَجُلَیْنِ اِلَّا بِاِذْنِهِمَا

(ایضاً صـ۳۰۰)

حاصل کلام آپ کی یہ کوشش ہونی چاہیئے کہ آپ کا حج نیکیوں کا مرقع ہو۔ تاکہ آپ جنت کے مستحق بن سکیں جس کی بشارت حج مبرور کرنے والوں کے لئے ہے۔

اَلْحَجُّ الْمَبْرُوْرُ لَیْسَ لَهٗ جَزَاءٌ اِلَّا الْجَنَّۃُ ایضاً صـ۲۵۸

یعنی حج مبرور کی جزا جنت کے سوا اور کچھ نہیں —

محمد شفیع عمرالدین (ٹھٹھہ)

حجاج کرام کی خدمت میں چند معروضات

حضرات! آپ اللہ تعالیٰ کا شکر بجا لائیں کہ اس نے فریضۂ حج ادا کرنے کی آپ کو توفیق بخشی ہے

ایں سعادت بزور بازو نیست!
تا نہ بخشند خدائے بخشندہ!

نیز اللہ تعالیٰ کا ہی فرمان ہے
لَئِنْ شَكَرْتُمْ لَأَزِيدَنَّكُمْ (ابراہیم آیت)
ترجمہ! البتہ اگر تم شکر گزاری کروگے تو اور زیادہ دوں گا۔

اللہ تعالیٰ کا شکر بجا لانے کے بعد سب سے مقدم کام یہ ہے کہ آپ اپنی نیت کو درست کریں، کیونکہ ہر عمل کا مدار نیت پر ہے۔ اگر نیت درست ہے تو آپ اجر کے مستحق ہیں۔ دیکھئے ہجرت کرنا بہت بڑا نیک عمل ہے۔ اگر ہجرت کرنے میں کوئی دنیا کی غرض یا لالچ پوشیدہ ہو تو اس کا ثواب نہیں ملتا اس لئے آپ اپنے اس عمل میں خلوص پیدا کریں اس مبارک سفر کا مقصد محض حج کرنا ہو اور اللہ تعالیٰ کی رضا جوئی مقصود ہو۔

یاد رکھیں اگر نیت درست ہوگی تو اس مبارک سفر میں اگر کسی ناخوشگوار حالت کا سامنا ہوگا تو طبیعت پر ہرگز ملال نہ آئے گا۔ کیونکہ جو مقصد ہے وہ حاصل ہو رہا ہے اس لئے اور کسی بات کی پرواہ نہیں ہوگی۔

زادِ راہ کے بارے میں بڑی احتیاط کی ضرورت ہے۔ اس مبارک سفر میں عین حلال اور پاک مال صرف کریں ناجائز ذریعہ سے ایک کوڑی بھی حاصل کر کے اس سفر میں استعمال میں نہ لائیں۔ یہ سارا سفر عبادت اور دعاؤں کے لئے مخصوص رکھیں۔ آپ کی یہ کوشش ہو کہ فرض عبادت میں ناغہ نہ ہو اس مقصد کے حصول کے لئے یہ بات ضروری ہے کہ آپ دوسروں کے ساتھ کسی بات پر نہ الجھیں۔ کسی کے ساتھ لڑائی جھگڑا نہ کریں۔ اگر کوئی دوسرا شخص آپ کے ساتھ بداخلاقی یا ترش روئی سے پیش آئے تو آپ صبر، ضبط اور تحمل سے کام لیں۔ سنی ہوئی بات کو ان سنی کر دیں۔ درگزر سے کام لیں۔ آپ اگر اس اصول پر کاربند رہیں گے تو دوسروں کے ساتھ بداخلاقی اور الجھنے کی نوبت نہ آئے گی۔ اور آپ سکون اور اطمینان کے ساتھ عبادت کر سکیں گے۔

اپنی حکومت اور حکومت سعودی عربیہ کے قانون کے برخلاف نہ کوئی چیز لے کر جائیں اور نہ ہی لے کر آئیں قانون شکنی کرنے سے سکونِ قلب پارہ پارہ ہو جاتا ہے۔ اس لئے اطمینان کے ساتھ عبادت نہیں ہو سکتی

اپنے ساتھ سامان جتنا مختصر لے کر جائیں گے اتنا ہی آپ آرام سے رہیں گے۔ غیر ضروری اور بھاری بوجھ ہرگز ساتھ لے کر نہ جائیں بلکہ ہلکے پھلکے سفر کریں۔ سعادت مند وہ ہے جو دوسروں کے حالات سے فائدہ لے آپ دوسروں کے تجربات سے فائدہ لیں

دورانِ سفر دوسروں کے عیب نہ ٹٹولتے پھریں۔ بلکہ ہر لحظہ اپنے عیبوں پر نظر رکھیں دوسروں کی برائیوں کی نسبت ہر کس اپنے عیبوں کو زیادہ جانتا ہے۔ اور استغفار اور توبہ کرتے رہیں۔

حج کے مسائل محقق علمائے کرام اور مستند کتابوں کی مدد سے سیکھیں۔ ان احکام کا سیکھنا سکھانا دین کی ضروریات میں سے ہے۔
تَعَلَّمُوا مَنَاسِكَكُمْ فَإِنَّهَا مِنْ دِينِكُمْ۔

بلا سوچے سمجھے مسائل بیان کرنے سے گریز کریں تاکہ کوئی غلط مسئلہ بیان نہ ہو جائے اس معاملہ میں بڑی احتیاط کی ضرورت ہے۔

آپ کو جو رقم ارض مقدس میں خرچ کے لئے ملے اسے احتیاط کے ساتھ دو تین جگہوں میں اپنے پاس محفوظ رکھیں۔ اس رقم کو اول مناسک حج کی ادائیگی میں خرچ کریں ارضِ مقدس میں پہنچتے ہی تحفے تحائف کی خریداری شروع نہ کر دیں۔ ہو سکتا ہے کہ آپ کو کوئی ناگہانی صورت پیش آ جائے۔ اس وقت اگر آپ کی جیب خالی ہوگی تو آپ کو بڑی پریشانی کا سامنا کرنا ہوگا۔ پراگندہ دل کے ساتھ عبادت بھی دلجمعی کے ساتھ نہ ہو سکے گی۔ [illegible]

فریضۂ حج ادا ہو جائے اور آپ واپس اپنے گھر لوٹنے لگیں تو اس وقت تحفے تحائف.. خریدنے کا آپ کو اختیار ہے۔ اگر ہم غور کریں تو مکۃ معظمہ کا بہترین تحفہ آب زمزم ہے اور مدینہ منوّرہ کا تحفہ کھجوریں ہیں اگر ان دونوں پر قناعت کی جائے تو بڑی سعادت مندی ہے۔

حرمین شریفین میں آپ زیادہ وقت حرم میں رہیں۔ وہاں اعتکاف کی نیت کر کے بیٹھیں رہیں اور عبادت میں لگے رہیں۔ اپنی گھڑی عربی وقت کے مطابق درست رکھیں عرب اپنی گھڑیاں روزانہ مغرب کے وقت ٹھیک کر لیتے ہیں۔ مغرب کا وقت ہمیشہ بارہ بجے مقرر ہے۔ سب نمازوں کے وقت دریافت کر کے نوٹ کر لیں۔ عربی کلنڈر جو اکثر دکانداروں کی دکانوں پر آویزاں رہتے ہیں ان میں بھی نماز کے اوقات لکھے ہوئے ہوتے ہیں آپ ہمت سے کام لیں تاکہ کوئی فرض نماز حرم شریف کی جماعت سے نہ رہ جائے مسجد حرام میں ایک نماز کا ثواب ایک لاکھ نماز کے برابر ہے اور مسجد نبوی ﷺ میں ایک نماز پڑھنا پچاس ہزار نمازوں کے برابر ثواب رکھتی ہے۔ یہ انعام دوسری جگہ نہیں مل سکتا آپ اس سے خالی ہاتھ نہ لوٹیں۔

جب تک حرم شریف میں قیام رکھیں عبادت، ذکر الٰہی، دعا، تلاوت قرآن مجید میں لگے رہیں، وہاں دنیاوی باتیں، خرید و فروخت کے حالات اور جہازوں کی آمد و روانگی کا تذکرہ نہ چھیڑیں۔ الجامع الصغیر کی اس حدیث کو ہر وقت مدنظر رکھیں۔
لَا تَشْغَلُوا قُلُوبَكُمْ بِذِكْرِ الدُّنْيَا
یعنی اپنے دلوں کو دنیا کے ذکر میں مشغول نہ کرو۔

اس لئے حاجی صاحبان کو چاہیئے کہ وہ ذکر و فکر میں مشغول رہیں۔ دنیاوی مشاغل میں دل کو مشغول نہ کریں۔ بلا اشد ضرورت بازار نہ جائیں خواہ مخواہ اشیاء کے نرخ دریافت کرتے نہ پھریں۔ جب حرم شریف سے گھر کی طرف واپس لوٹیں تب وہ روزمرہ کی خورد و نوش کی اشیاء خرید سکتے ہیں۔ اس طرح خاص طور پر خریداری کے لئے بازار جانے سے آپ بچ سکتے ہیں۔

ایک بزرگ دورانِ وعظ فرما رہے تھے کہ حجاج کرام! یہ وقت بڑا غنیمت ہے۔ اس لئے حاجیوں کو چاہیئے کہ زیادہ وقت [illegible] کے [illegible] میں [illegible]۔ اور [illegible]

نازش پرتاب گڈھی

اے مردِ مسلمان

ایک ہندی مسلمان کا نعرہ مستانہ

جبیں رکھنے سے پہلے رُخ سمجھ لے آستانے کا
کہ پھر دنیا تجھے موقع نہ دے گی سر اٹھانے کا!

تجھے اے بے خبر! رونا ہے اس ظالم زمانے کا
زمانے کو ہے صدمہ تیرے تھک کر بیٹھ جانے کا!

مخالف ہے ہوا، بدلا ہوا ہے رُخ زمانے کا
یہی تو وقت ہے اشکوں کو پی کر مسکرانے کا

شعور آتا ہے جس کو زندگی کے گیت گانے کا
وہ بڑھ کر خود اٹھا لیتا ہے غم سارے زمانے کا

ہنر جب تک نہ تو سیکھے گا کشتی کے چلانے کا
کرے گا کھیل دریا روز اک طوفاں اُٹھانے کا

قیامت ہے کہ اب وہ بیٹھ کر آنسو بہاتا ہے
جسے سونپا گیا تھا کام تقدیریں بنانے کا

ترے سجدوں کا طالب ایک اک بُت ہی تو رونا کیا
کہ یہ فطری نتیجہ ہے خدا کو بھول جانے کا

نہ ٹپکے گا فلک سے اور نہ اس دھرتی سے پھوٹے گا
تجھی کو بننا ہے عنوان خود اپنے فسانے کا

اُٹھ اے غافل! کہ اپنی ہر تمنّا، ہر خوشی لے کر
زمانہ منتظر ہے اب بھی تیرے جاگ جانے کا

ہر اک دریائے غم اس کے لئے پایاب ہوتا ہی
جسے آئے سلیقہ ڈوب کر اس پار جانے کا

شکستہ سہی کسی ٹہنی کی صورت ہی سہی لیکن
نشاں گلشن کے سینے پر رہے گا آشیانے کا

ہٹاتے تو ہو تم مجھ کو مگر یہ بھول بیٹھے ہو
کہ سر کے ساتھ پتھر بھی اُٹھے گا آستانے کا

جو ممکن ہو تو تاریخِ چمن کو پھونک اے بجلی!
کہ اس کے ہر ورق پر درج ہے نام آشیانے کا

اُدھورا ہے ابھی تک کارِ تعمیرِ وطن نازش!
ابھی موقعہ نہیں ہے بیٹھ کر غزلیں سنانے کا

(بشکریہ ندائے ملت لکھنؤ)

فلسفۂ عید قربان

میاں غلام حسین قلعہ گوجر سنگھ لاہور

قربانی کی ابتدا

وَاتْلُ عَلَيْهِمْ نَبَاَ ابْنَيْ اٰدَمَ بِالْحَقِّ ۘ اِذْ قَرَّبَا قُرْبَانًا فَتُقُبِّلَ مِنْ اَحَدِهِمَا وَلَمْ يُتَقَبَّلْ مِنَ الْاٰخَرِ ۭ قَالَ لَاَقْتُلَنَّكَ ۭ قَالَ اِنَّمَا يَتَقَبَّلُ اللّٰهُ مِنَ الْمُتَّقِيْنَ ۝

(پ ۶ سورہ مائدہ آیت ۲۷)

ترجمہ! تو اہل کتاب کو آدم کے دو بیٹوں کا قصہ صحیح طور پر پڑھ کر سُنا دے جب ان دونوں نے قربانی کی ان میں سے ایک کی قربانی قبول ہوگئی اور دوسرے کی نہ ہوئی اس نے کہا میں تجھے مار ڈالوں گا اس نے جواب دیا اللہ پرہیزگاروں سے ہی قبول کرتا ہے۔

قربانی کا عمل کوئی نیا عمل نہیں ہے بلکہ صدیوں سے چلا آتا ہے۔ قرآن کریم سے معلوم ہوتا ہے کہ جب سے نسل انسانی کا دنیا میں ظہور ہوا ہے اسی وقت سے یہ مبارک رسم چلی آرہی ہے آدم علیہ السلام دستور کے مطابق جو لڑکی ہابیل کے نکاح میں دینا چاہتے تھے قابیل اس کا طلبگار ہوا آخر حضرت آدمؑ نے فیصلہ کیا کہ وہ خدا کے لئے قربانی کریں جس کی قربانی قبول ہو جائے گی لڑکی اس کو دے دی جائے گی۔ چنانچہ آتش آسمانی ظاہر ہوئی اور ہابیل کی نیاز کو کھا گئی۔ اس وقت یہی علامت قبولیت عند اللہ کی سمجھی جاتی تھی۔ قابیل یہ دیکھ کر حسد میں جلنے لگا۔ ہابیل نے کہا اس میں میرا کیا قصور، خدا کے ہاں زبردستی نہیں ہے... وہاں قبولیت کا ذریعہ صرف تقویٰ ہے۔

ابراہیمی قربانی

رَبِّ هَبْ لِيْ مِنَ الصّٰلِحِيْنَ ۝ فَبَشَّرْنٰهُ بِغُلٰمٍ حَلِيْمٍ ۝ فَلَمَّا بَلَغَ مَعَهُ السَّعْيَ قَالَ يٰبُنَيَّ اِنِّىْٓ اَرٰى فِي الْمَنَامِ اَنِّىْٓ اَذْبَحُكَ فَانْظُرْ مَاذَا تَرٰى ۭ قَالَ يٰٓاَبَتِ افْعَلْ مَا تُؤْمَرُ ۡ سَتَجِدُنِيْٓ اِنْ شَاۗءَ اللّٰهُ مِنَ الصّٰبِرِيْنَ ۝ فَلَمَّآ اَسْلَمَا وَتَلَّهٗ لِلْجَبِيْنِ ۝ وَنَادَيْنٰهُ اَنْ يّٰٓاِبْرٰهِيْمُ ۝ قَدْ صَدَّقْتَ الرُّءْيَا ۚ اِنَّا كَذٰلِكَ نَجْزِي الْمُحْسِنِيْنَ ۝ اِنَّ هٰذَا لَهُوَ الْبَلٰۗـــؤُا الْمُبِيْنُ ۝ وَفَدَيْنٰهُ بِذِبْحٍ عَظِيْمٍ ۝ وَتَرَكْنَا عَلَيْهِ فِي الْاٰخِرِيْنَ ۝ سَلٰمٌ عَلٰٓي اِبْرٰهِيْمَ ۝ كَذٰلِكَ نَجْزِي الْمُحْسِنِيْنَ ۝ (پ ۲۳ سورۃ والصّٰفّٰت آیت ۱۰۰ تا ۱۱۰)

ترجمہ! اے میرے رب مجھے ایک صالح لڑکا عطا کر پس ہم نے اُسے ایک لڑکے حلم والے کی خوشخبری دی پھر جب وہ اس کے ہمراہ چلنے پھرنے لگا کہا اے بیٹا بے شک میں خواب میں دیکھتا ہوں کہ میں تجھے ذبح کر رہا ہوں پس دیکھ تیری کیا رائے ہے اس نے کہا اے ابا! جو حکم آپ کو ہوا ہے کر دیجئے آپ مجھے انشاء اللہ صبر کرنے والوں میں پائیں گے۔ پس جب دونوں نے تسلیم کر لیا اور اُس نے اُسے پیشانی کے بل ڈال دیا اور ہم نے اُسے پکارا کہ اے ابراہیم! تو نے خواب سچا کر دکھایا بے شک ہم اسی طرح نیکو کاروں کو بدلہ دیا کرتے ہیں۔ البتہ یہ صریح آزمائش ہے اور ہم نے ایک بڑا ذبیحہ اس کے عوض دیا اور ہم نے پیچھے آنے والوں میں یہ بات ان کے لئے رہنے دی ابراہیم پر سلام ہو اسی طرح ہم نیکوکاروں کو بدلہ دیا کرتے ہیں۔

اللہ تعالےٰ نے ابراہیمؑ کو کئی باتوں میں آزمایا ان ساری آزمائشوں میں آپ کامیاب ہو گئے اور امامت و پیشوائی کا عہدہ ملا۔ ان میں سے ایک آزمائش یہ بھی تھی کہ آپ کو اپنے اکلوتے بیٹے کو قربان کرنے کا حکم ہوا آپ ہمہ تن آمادہ ہو گئے حضرت ابراہیم علیہ السلام نے خواب میں دیکھا کہ میں اپنے بیٹے حضرت اسماعیل علیہ السلام کو ذبح کر رہا ہوں انبیاء علیہم السلام کے خواب بھی الہام الٰہی ہوتے ہیں۔ اس لئے خواب کو حکم الٰہی سمجھ کر بیٹے سے استصواب فرمایا بیٹے نے عرض کیا آپ اللہ تعالےٰ کے حکم کی تعمیل کیجئے خدا کے فضل سے آپ مجھے صابر پائیں گے اپنے ہاتھ سے اپنی اولاد کو ذبح کرنا مشکل ہے مگر حکم خداوندی تھا اس لئے آپ نے بیٹے کی محبت کو پس پشت ڈال دیا اور حکم خداوندی کے آگے سر جھکا دیا اور حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کو لے کر منیٰ کے منحر میں آ گئے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے رسیوں سے بیٹے کے ہاتھ پاؤں باندھے اور چھری تیز کی بیٹا خوش تھا کہ میں خدا کی راہ میں قربان ہو رہا ہوں ادھر باپ خوش تھا کہ میں اپنے بیٹے کی قربانی پیش کر رہا ہوں چنانچہ حکم خداوندی کی تعمیل میں اپنے بیٹے کی گردن پر چھری رکھ دی اور جب چلانے کی کوشش کی تو چھری کند ہو گئی اور اللہ تعالےٰ کی طرف سے آواز آئی ”اے ابراہیم! آپ نے اپنا خواب سچا کر دکھایا ہم نیکو کاروں کو اسی طرح جزا دیا کرتے ہیں۔“ اللہ تعالےٰ نے اس کے عوض جنت سے ایک مینڈھا بھیجا اور حضرت اسماعیل علیہ السلام کے بدلے اس کی قربانی دی گئی چنانچہ اسی دن سے گائے بکری اور مینڈھے وغیرہ قربانی کے لئے ”فدیۃ“ مقرر کر دیئے گئے

اصل میں قربانی کی حقیقت تو یہ تھی کہ عاشق خود اپنی جان حق تعالےٰ کے حضور میں پیش کرتا لیکن اللہ کی رحمت دیکھیے کہ ان کو یہ گوارا نہ ہوا اس لئے حکم دے دیا کہ تم جانور کو ذبح کرو۔ ہم یہی سمجھ لیں گے کہ تم نے اپنے آپ کو قربان کر دیا۔ اس واقعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ ذبیحہ کا اصل مقصد جان کا پیش کرنا ہے اس سے جانثاری کا جذبہ پیدا ہوتا ہے اور یہی اس کی روح ہے اور یہ روح صدقہ سے حاصل نہیں ہو سکتی کیونکہ قربانی کی روح تو جان دینا ہے اور صدقہ کی روح مال دینا ہے صدقہ دینے سے قربانی کا مقصد پورا نہیں ہوتا۔

ابراہیمیؑ قربانی کے نتائج

ماخوذ از رسالہ فلسفۂ عید قربان۔ شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی صاحب رحمۃ اللہ علیہ

(۱) جب حصول رضاء الٰہی کے لئے حضرت ابراہیم علیہ السلام بیٹا ذبح کرنے کو تیار ہو گئے تو اپنی جان قربان کرنے میں انہیں بطریق اولیٰ کوئی دریغ نہ تھا

(۲) جب جان اور اولاد قربان کرنے کے لئے تیار رہتے تو مال قربان کر کے خدا کو راضی کرنے میں انہیں کیا عذر ہو گا

(۳) جب ان کے ہاں جان اولاد اور مال رضاء الٰہی کے مقابلہ میں کوئی چیز نہ تھا تو حب وطن محبت الٰہی کا کب مقابلہ کر سکتی ہے

(۴) جب اللہ تعالےٰ کی رضا حاصل کرنے میں جان اور اولاد کی پرواہ نہیں کرتے تو اعزہ و اقربا کے تعلقات انہیں دروازہ الٰہی سے کب ہٹا سکتے تھے۔

(۵) جب جان۔ اولاد اور اعزہ و اقربا اس در یتیم (رضاء الٰہی) پر ان کے قربان ہو چکے تھے تو حب لقیہ احباب دنیا انہیں کب یاد الٰہی سے

غافل کر سکتی تھی۔

(۴) جب رضائے الٰہی انہیں جان اور اولاد سے زیادہ عزیز تھی۔ تو کوئی تجارت و زراعت یا صنعت و حرفت ان کا دل کب لبھا سکتی تھی

اگر آج بھی مسلمان بھولے ہوئے سبق وحدت کو پھر یاد کر لیں اور حصول رضاء الٰہی کی خاطر ہر قربانی کے لئے آمادہ ہو جائیں تو مالک الملک ذوالجلال والاکرام ان کی پشت پناہی کے لئے ہر میدان میں اترنے پہ تیار ہے ان کی ذلت کو عزت اور پستی کو سرفرازی سے بدلنے کے لئے حاضر ہے۔

قربانی کا راز تقرب الی اللہ ہے جس میں اوّل فنا ہے پھر بقا ہے

قربانی میں اول مجاہدہ ہے پھر مشاہدہ کسی بادشاہ سے ملنا ہو تو پہلے مجاہدہ چلنے کی مشقت سفارش کی مشقت۔ بادشاہ کی ملاقات کے قابل کسی ہُنر حاصل کرنے کی مشقت۔ پھر مشاہدہ ہوتا ہے خواہ بلا حجاب ہو خواہ من وراء حجاب پھر بادشاہ کی طرف سے عطا۔ جان سے بڑھ کر انسان کے پاس ہے ہی کیا جو اللہ تعالٰے کے دربار میں بطور نذرانہ پیش کر سکے شرعاً بھی جان کو سب سے عزیز مانا گیا ہے اور جان والے کو بھی اس میں تصرف کرنے سے روکا گیا ہے لَا تَقْتُلُوْا اَنْفُسَكُمْ کا حکم دیا گیا ہے جان دینی بہت دشوار ہے۔ مشاہدہ حق جیسی دولت کا مقتضی تو یہ تھا کہ اس کے نذرانہ میں ہم جان پیش کرتے مگر اللہ تعالٰے نے اس میں سہولت کر دی کہ بڑی چیز کے بدلے چھوٹی چیز قبول کر لی۔ نفس انسانی کا بدلہ نفس ہی ہو سکتا ہے لہٰذا ذبح حیوان ہی اس کا بدلہ ہُوا اور ثواب اپنی جان دینے کا۔ کامل تقویٰ یہ ہے کہ اسلام پر موت ہو جائے اسلام کے معنی سپرد کر دینا وَمَنْ اَحْسَنُ دِيْنًا مِّمَّنْ اَسْلَمَ وَجْهَهٗ لِلّٰهِ اس شخص سے اچھا دین کس کا ہے جو اپنے آپ کو خدا کے سپرد کر دے اخلاص نیت کے ساتھ۔ کامل تقویٰ یہ ہے کہ اپنی جان اللہ کے سپرد کر دے کہ وہ جس طرح چاہیں اس میں تصرف کریں۔

قربانی میں ہماری جان کے بدلے جانور کی جان مانگی گئی ہے

قربانی میں حق تعالٰے نے ہماری جان کے بدلے میں جانور کی جان مانگی ہے اور اس کو ہماری جان کا بدلہ قرار دیا ہے اور اس میں ثواب

ہوتا ہے جو اپنی جان نذر کرنے میں ہوتا ہے پس اپنی جان دینے کی ضرورت نہیں ہے بلکہ اگر اپنی خوشی سے بھی دینا چاہے تو ممانعت ہے اللہ تعالٰے کا ارشاد ہے کہ لَا تَقْتُلُوْا اَنْفُسَكُمْ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِكُمْ رَحِيْمًا۔ اگر کہو کہ مقاتلہ میں تو جان دینے کا حکم ہے تو یہ بھی غلط ہے بلکہ وہاں تو دوسروں کی جان لینے کا حکم ہے البتہ اس میں اس قدر ثبات کا حکم ہے کہ اگر مخالف تمہاری جان بھی لے لیں تو بھاگو مت۔ غرض مقاتلہ میں قتل کرنے کا حکم ہے قتل ہونے کا حکم نہیں اور نہ ہی یہ مقصود ہے اس لئے جہاں اللہ تعالٰے نے جہاں مسلمانوں کے مقتول ہونے کا ذکر فرمایا ہے۔ وہاں پہلے يَقْتُلُوْنَ فرمایا ہے اور بعد میں يُقْتَلُوْنَ فرمایا ہے تاکہ معلوم ہو جائے کہ اصل مقصود قاتل بننا ہے تبعاً کبھی مقتول ہونے کی نوبت بھی آ جاتی ہے پس جان دینی کہیں بھی مقصود نہیں ہے اگر کوئی خوشی سے بھی دینا چاہے تو منع کیا جائے گا۔ اس میں راز یہ ہے کہ یہ جان ہماری ملک نہیں ہے بلکہ اللہ تعالٰے کی ہے اس میں ہم کو از خود تصرف کرنے کا کوئی حق نہیں ہے۔ اس بنا پہ چاہئے تھا کہ نفس کی اضافت ہماری طرف نہ ہوتی مگر حق تعالٰے نے اس کو اپنی طرف منسوب نہیں کیا کیونکہ اس صورت میں تم مچل جاتے اور کہتے کہ وہ جان تو ہماری ہے اس لئے فرمایا جان تو تمہاری ہی ہے مگر اپنی جان کو قتل نہ کرو۔ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِكُمْ رَحِيْمًا اللہ تعالٰی کو تم پر رحم آتا ہے تم اپنی جان کو ہلاکت میں نہ ڈالو۔ حق تعالٰے نے انسان کے ساتھ اکثر اس کے فہم کے مطابق ہی کلام فرمایا ہے یہاں بھی اسی کے موافق اَنْفُسَكُمْ فرما دیا ہے، یہ کلام خود اس قابل ہے کہ اس پہ جان دیدی جائے گو اس میں جان دینے کی ممانعت ہے مگر جان نکلنے اور جان دینے میں بڑا فرق ہے اس جذبہ کی حقیقت عشاق ہی سمجھ سکتے ہیں عام انسان کے دماغ کی وہاں تک رسائی نہیں ہو سکتی۔

رضائے حق بغیر محبوبات کی قربانی کے حاصل نہیں ہو سکتی

لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ حَتّٰى تُنْفِقُوْا مِمَّا تُحِبُّوْنَ ۥ وَمَا تُنْفِقُوْا مِنْ شَيْءٍ فَاِنَّ اللّٰهَ بِهٖ عَلِيْمٌ۝

ترجمہ: ہرگز نیکی میں کمال حاصل نہ کر سکو گے یہاں تک کہ اپنی پیاری چیزوں سے کچھ خرچ کرو اور جو چیز تم خرچ کرو گے بیشک اللہ تعالٰے اسے جاننے والا ہے۔

خیر کامل اور رضائے حق حاصل نہیں ہو سکتی جب تک اپنی محبوبات کو اس کے رستہ میں قربان نہ کرو۔ وہ محبوبات کیا ہیں؟ جان و مال اولاد وغیرہ ہیں ان میں سے ہر چیز کو لٹانا پڑیگا تب کہیں بندگی کا اظہار ہو گا۔ اگر جان دینے کا حکم ہو تو جان نثار کرنے میں دریغ نہ کرو۔ مال خرچ کرنے کا حکم ہو تو مال خرچ کر دو عزت کی ضرورت ہو تو وہ بھی قربان کر دو۔ حب جاہ طبعی اور بہیمی خواہشات کا ترک کر دینا بھی ..... اللہ کی راہ میں صرف کرنا ہے۔ غصہ کی حالت میں مخالف سے انتقام لینا بھی بڑی مرغوب چیز ہے اس لئے اس پر بھی اللہ کی رضا کے لئے قابو پا لینا عشق کی پختگی کی علامت ہے غرض عاشق اپنی محبت کا ثبوت نہیں دے سکتا جب تک اپنی محبوب و عزیز ترین چیز اللہ کے رستے میں خرچ نہ کرے اللہ تعالٰے کو معلوم ہے کہ کیسی چیز اس کے رستے میں خرچ کرتے ہو کہاں خرچ کرتے ہو اور کس نیت سے خرچ کرتے ہو جتنی محبوب اور پیاری چیز جس طرح کے مصرف میں اور جس قدر اخلاص اور حسن نیت سے خرچ کرو گے اسی کے موافق اللہ تعالٰے کے پاس سے بدلہ کی امید رکھو۔

مال ایسی چیز ہے کہ فنا ہو کر ہی نفع پہنچاتا ہے اگر کسی کے پاس ایک کروڑ روپیہ ہو تو وہ بیکار ہے اس سے کوئی نفع حاصل نہیں ہو سکتا جب تک اس کو خرچ نہ کیا جائے تو جب دنیوی منافع اس کو خرچ کئے بغیر حاصل نہیں ہو سکتا تو رضائے مولا جو اعلٰے ترین نفع ہے اپنی محبوبات قربان کئے بغیر کیسے حاصل ہو سکتی ہے بِر یعنی نیکی اور اجزائے کامل اور ابرار کا مرتبہ اس وقت ہی ملے گا کہ جب تم اپنی دل پسند چیزیں اس کی راہ میں صرف کرو گے۔ جب یہ آیت نازل ہوئی تو ابوطلحہ صحابی رضی اللہ عنہ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کی کہ یا حضرت میرے پاس مرغوب مال صرف ایک باغ ہے آپ اس کو خدا کی راہ میں جس طرح مناسب سمجھیں خرچ کر دیں۔ صحابہ کرام رض نے اپنی مرغوبات کو اللہ تعالٰی کی راہ میں خرچ کر کے دین اور دنیا میں وہ کامیابی حاصل کی جس کو دنیا کی تاریخ آئندہ آنے والی نسلوں کے لئے درس عبرت کے لئے پیش کرتی رہے گی۔

قربانی کی صورت اور اس کی حقیقت

لَنْ يَّنَالَ اللّٰهَ لُحُوْمُهَا وَلَا دِمَاۤؤُهَا وَلٰكِنْ يَّنَالُهُ التَّقْوٰى مِنْكُمْ (پ ۱۷ سورۃ الحج آیۃ ۳۷)

ترجمہ: اللہ کو نہ ان کا گوشت اور ان

خون پہنچتا ہے البتہ تمہاری پرہیزگاری اس کے ہاں پہنچتی ہے کائنات کا ذرہ ذرہ دو چیزوں سے مرکب ہے ایک روح دوسرا جسم ۔ یعنی ہر چیز کی ایک صورت ہے اور ایک اس کی حقیقت ۔ ایک اس کا ظاہر اور دوسرا اس کا باطن ۔ ہر بدن میں اللہ تعالےٰ نے اس کے مناسب ہی روح ڈالی ہے جب تک روح اور بدن ملے نہ رہیں اس وقت تک کوئی چیز باقی نہیں رہ سکتی ۔ بدن کی بقا موقوف ہے روح پر اور روح کی بقا بدن پر اگر بدن تباہ ہو جائے تو اس میں سکت باقی نہیں رہ سکتی اور روح پرواز کر جاتی ہے بدن روح کے قرار و قیام کا ذریعہ ہے ۔ انسان میں روح ہے تو وہ انسان ہے ۔ ورنہ لاشہ ہے جو بیکار ہے ۔ اسی طرح اعمال شرعیہ کی بھی ایک صورت ہے اور ایک حقیقت یعنی روح ۔ بغیر صورت کے روح کا باقی رہنا ناممکن ہے کسی چیز کی روح حاصل کرنے کے لئے اس کی صورت کا اختیار کرنا ضروری ہے ، مثلاً نماز کو لیجئے اس کی صورت نیت باندھ کر کھڑا ہونا اور رکوع و سجود کرنا ہے اور اس کی روح اللہ تعالےٰ کا قرب حاصل کرنا اور اپنی عبدیت کا اظہار ہے اگر آپ نماز کی ہیئت اختیار نہ کریں تو بندگی کا یہ خاص مقصد کبھی حاصل نہ ہوگا ۔

اسی طرح قربانی کی بھی ایک صورت ہے اور ایک روح ۔ صورت تو جانور کا ذبح کرنا ہے اور اس کی حقیقت یا روح ایثار نفس کا جذبہ پیدا کرنا اور تقرب الی اللہ ہے اور یہ روح بغیر جانور کے ذبح کئے کیسے حاصل ہو سکتی ہے اعمال کی اس روح کا نام تقویٰ ہے ۔ اور یہ روح وہ جذبات صادقہ ہیں جو قربانی کراتے ہیں ۔ اور اللہ تعالےٰ کے ہاں انہی کی قدر ہے ۔ جانور کو ذبح کرنے اس کے خون گرانے اور گوشت کھانے اور کھلانے سے اللہ تعالےٰ کی رضا حاصل نہیں ہو سکتی نہ یہ گوشت اور پوست اس کی بارگاہ میں پہنچتا ہے ۔ پہنچتے ہیں تو اس کے پاس آپ کے جذبات جن کے ماتحت جانور کو ذبح کر رہے ہو ۔۔ اور اس قربانی کے ذریعہ ظاہر کر دیتے ہو کہ ہم خود بھی اسی طرح تیری راہ میں قربان ہونے کے لئے تیار ہیں اور یہی ہے تقویٰ جس کے ذریعہ ایک عاشق اپنے محبوب حقیقی کی خوشنودی حاصل کر سکتا ہے ۔

صرف جانور ذبح کرنے سے کام نہیں چلتا قربانی کرتے جذبات ابراہیمی ؑ کا خیال رکھنا بھی ضروری ہے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ اللہ تعالےٰ تمہاری صورتوں اور رنگوں کو نہیں دیکھتا بلکہ تمہارے دلوں اور تمہارے اعمال کو دیکھتا ہے ۔

اگر کوئی یہ کہے کہ قربانی سے مقصود تقویٰ ہے تو پھر قربانی کی کیا ضرورت ہے تقویٰ اختیار کر لو تو اس کا مطلب یہ ہوا کہ سارے اسلام کو چھوڑ کر بس تقویٰ ہی اختیار کر لو یہ بالکل غلط ہے اس لئے کہ جس طرح ہر چیز کی روح جدا ہے اسی طرح ہر عبادت کا تقویٰ بھی جداگانہ ہے ۔ جو تقویٰ قربانی کے ذریعہ حاصل ہوتا ہے وہ کسی دوسری عبادت سے حاصل نہیں ہو سکتا ۔ صدقہ صدقہ ہی رہے گا خواہ کتنی بڑی مقدار میں کریں ۔ وہ قربانی کے قائم مقام نہیں ہو سکتا ۔ اللہ تعالےٰ کا کوئی حکم حکمت سے خالی نہیں خواہ وہ حکمت ہماری سمجھ میں آئے یا نہ آئے ۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ قربانی کے ہر بال پر نیکی ملے گی تو یہ اجر و ثواب قربانی کی قیمت صدقہ کرنے پر کیسے مرتب ہوگا ۔ قربانی کی روح یعنی ایثار نفس کا جذبہ پیدا کرنے اور تقرب الی اللہ حاصل کرنے کے لئے قربانی کی صورت اختیار کرنا ضروری ہے

امتحان گاہِ محبّت

محبت کی دنیا میں عقل کے فیصلے معتبر نہیں ہوتے یہاں دل کی حکمرانی ہوتی ہے ۔ دل کے مفتی نے اقلیم محبت میں کبھی غلط فتویٰ نہیں دیا یہ ہمیشہ صحیح رہنمائی کرتا ہے عقل والہانہ انداز سے اطاعت کے لئے کبھی نہیں دوڑ سکتی اس کی خواہش تو یہی ہوتی ہے کہ اس کی اطاعت کی جائے اور اسے پوجا جائے ۔ محبت کا اضطراب ایک نعمت ہے عقل سے سکون حاصل نہیں ہو سکتا عقل تو خود مضطرب ہے ۔ عقل جتنی بڑھتی جاتی ہے اضطراب میں اضافہ ہوتا جاتا ہے اور محبت جب معراج کمال حاصل کر لیتی ہے تو تسکین روح کا سامان بن جاتی ہے ۔ محبت بے سروسامان ہونے کے باوجود بھی مطمئن ہوتی ہے اور عقل ساز و سامان کی فراوانی کے باوجود سکون کی دولت سے محروم رہتی ہے

محبت کی فطرت میں یہ ہے کہ وہ محبوب کی بارگاہ میں سب کچھ نثار کر دینا چاہتی ہے ایثار و قربانی کا ظہور ہی اس وقت ہوتا ہے جب محبت کو عروج نصیب ہوتا ہے ۔ قربانی مال کی ہو یا جان کی محبت کے بغیر نہیں دی جا سکتی محبت جس قدر اعلےٰ اور ارفع ہو گی اسی اعتبار سے قربانی دے گی کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ انسان محبت کے اعلےٰ مقام پر فائز ہونے کے بعد اپنی بڑی سے بڑی قربانی کو بھی بے حقیقت سمجھنے لگتا ہے یہ مقام اس وقت حاصل ہوتا ہے ۔ جب محبت صدیق بنتی ہے ۔ صحابہؓ کرام کی رگوں میں محبت موجزن نہ ہوتی تو دنیا کو وہ حیرت انگیز مناظر دیکھنے کیسے نصیب ہوتے جن کی یاد دلوں میں ایک نئی زندگی پیدا کر دیتی ہے ۔ ان کو حضورؐ کی ذات سے یہ عشق نہ ہوتا تو وہ دل و جان سے کبھی آپ پر فریفتہ نہ ہوتے ۔ عقل کسی سے تعلق قائم رکھنے میں ذرا سا خسارہ بھی دیکھ لے تو دامن کھینچ لیتی ہے لیکن محبت کی یہ فطرت نہیں ہوتی وہ سود و زیاں سے بے نیاز ہوتی ہے محبت کی دنیا کے انداز ہی نرالے ہوتے ہیں ۔ عقل کی ایک دلیل کو دوسری دلیل سے توڑا جا سکتا ہے ۔ لیکن محبت کی مستی اور سرشاری سے مغلوب ہو کر جو وضع قائم کر لی جائے وہ ہزار دلیل سے بھی نہیں توڑی جا سکتی — دل جب محبت کے سمندر میں غوطہ لگاتا ہے تو اس کے پیش نظر آسانیاں نہیں ہوتیں مصائب و ابتلاء کے طوفان محبت کی آتش شوق کو اور ہوا دیتے ہیں اور جذبات کو ابھارتے ہیں ۔

محبّت ایک خالص روحانی کیفیت ہے اس لئے وہ مادی رکاوٹوں کو برداشت نہیں کرتی ۔ راستہ خواہ کیسا ہی کٹھن ہو محبت ہمت نہیں ہارتی ۔ جذبۂ فدائیت ایک فطری چیز ہے ۔ محبت کا فیضان ہے محبت کے بغیر ۔۔۔ اُسے کیسے سمجھا اور سمجھایا جا سکتا ہے ۔ شمع کے سامنے جل کر خاک ہو جانا پروانے کے عشق کی معراج ہے مسلسل تڑپنے رقص کرنے اور جان دینے میں اس کو جو مزہ آتا ہے انسانی زبان سے نکلے ہوئے الفاظ کے ذریعے اس کو دوسروں کے ذہن نشین نہیں کیا جا سکتا اور نہ اس کی کیفیت سمجھ میں آ سکتی ہے ۔ محبت کی حقیقت سے آگاہی تو اس میں مبتلا ہونے کے بعد ہوتی ہے ۔ محبت کی لذتیں کیفیتیں تو ان خاصان بارگاہ کو نصیب ہوتی ہیں جنہیں قدرت نے عشق کی دولت سے نوازا ہوتا ہے ۔ عشق نہ ہو تو ایثار مشکل ہو جاتا ہے عشق ہو تو جان دینا بھی آسان ہو جاتا ہے جب تک سب کچھ نثار نہ کر لیا جائے چین نہیں آتا ۔ عشق خواہ صدق خلیل ؑ کی صورت میں ہو یا صبر حسین ؓ کی صورت میں تمام نقصانات کو برضا و رغبت برداشت کرنے کے لئے تیار ہو جاتا ہے نہ آتش نمرود اس کی حرارت چھین سکتی ہے اور نہ ہی یزید کی شقاوت اس کے عزم کو متزلزل کر سکتی ہے ۔ سہولتیں دونوں جگہ میسر ہو سکتی تھیں امتحان خلیل ؑ کے وقت بھی اور امتحان حسین کے وقت بھی لیکن عشق نے کسی سہولت کو قبول نہ کیا ۔ عشق جب امتحان گاہ

(باقی بر صفحہ ۱۸)

تاریخ اسلام کا ایک صفحہ

اُحد کے دو شہید



مکہ کا شہر عرب کی سرزمین پر کعبہ کی وجہ سے مذہبی مرکز ہی نہیں تھا بلکہ یہ حجاز میں ایسی جگہ واقع تھا کہ یمن سے خوشبو اور گرم مسالے کے کارواں شام اور فلسطین جاتے وقت مکہ سے گزرتے تھے۔ یہ تجارت کا مرکز بھی تھا اور قریش کے گرمی اور سردی کے تجارتی سفر مشہور تھے۔ شرفائے مکہ امیر کبیر تاجر تھے۔

حضرت مصعب بن عمیر رضؓ بھی ایک امیر گھر کے ناز پروردہ لڑکے تھے عمیر کو اپنے ان فرزند سے بڑی محبت تھی ان کے لئے دو دو درہم کے جوڑے خریدے جاتے تھے شرفائے مکہ میں کسی کا لڑکا ایسے ناز و نعم اور راحت و آرام سے پرورش نہیں پا رہا تھا۔ لوگ اس خوش قسمت بچے سے ماں باپ کی الفت کو مثال کے طور پر پیش کرتے تھے۔

اسلام کا ابتدائی زمانہ تھا کہ ابن عمیر ایمان لائے۔ نوجوان لڑکے کے بارے میں باپ کو پتہ چلا کہ اس نے آبائی روایات ٹھکرا کر حق پرستی اختیار کی ہے تو محبت غضب میں بدل گئی۔ قیمتی کپڑے بدن سے اتار لئے۔ اور ہاتھ پیروں میں زنجیریں ڈال دیں اور گھر میں قید کر دیا۔ بھوک پیاس سے تکلیف دی مارا پیٹا اور تھک ہار کر اپنی محبت کا حوالہ بھی دیا۔ مصعب بن عمیر نے اپنے باپ سے کہا "ابا جان! مجھے بھی آپ سے الفت ہے اور میں چاہتا ہوں کہ آپ اپنی عاقبت درست کرلیں، بت پرستی چھوڑ کر اسلام کا راستہ اور توحید کا دین اختیار کریں۔"

عمیر کو سخت غصہ تھا پھر کسی نے سمجھایا کہ ... سختی نہ کرو۔ چنانچہ مصعب کو آزاد کر دیا گیا اور باپ نے زرق برق لباس! اچھے کھانے پینے اور دولت کی دوسری نعمتوں کی بارش شروع کر دی۔ جو کام لوہے کی زنجیروں سے نہیں نکلا تھا اب اس کو عمیر نے سونے چاندی کی زنجیروں سے نکالنا چاہا۔

شرفائے مکہ کی زندگی عیش و آرام کی زندگی تھی ان کے قافلے ہر سال بھاری نفع کماتے تھے کعبہ کی زیارت کو آنے والے.. صحرائی باشندوں سے ان کو ہر سال کافی نفع ہوتا تھا اور یہی مادی فوائد تھے جو شرفائے مکہ کو اسلام کی مخالفت پر آمادہ کئے ہوئے تھے ان کو معلوم تھا کہ اسلام حسب نسب کی بزرگی کا قایل نہیں وہ کعبہ سے شرفائے مکہ کی اجارہ داری ختم کر دے گا۔

مصعب بن عمیر نے آزادی اور آرام کے پھر ملتے ہی رخت سفر باندھا یہ نرم لبتران کے لئے کانٹوں کی سیج تھا، یہ دو دو سو درہم کے کپڑے بدن پر بوجھ تھے۔ غربت کی تکلیف و اذیت کا ان کو تجربہ نہیں تھا مگر وہ انجانی تکلیفوں کو خوش آمدید کہنے پر تیار تھے ایک دن وہ گھر سے نکلے اور حبش جانے والے مسلمانوں کے قافلے میں شامل ہو گئے۔ حبشہ میں غربت، وطن سے دوری اور فقر و فاقہ کے مزے چکھے اور پھر وہاں سے مدینہ منورہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے روبرو حاضر ہو گئے۔

مدینہ میں انصار نے مہاجروں کو آدھی جائداد میں شریک کر لیا تھا۔ لیکن مسلمانوں کی مالی حالت اچھی نہ تھی۔ آئے دن کے حملہ کا اندیشہ تھا نئے مسلمانوں کی امداد اور پریشانی میں کاروبار اور زراعت ٹھیک سے نہیں ہوتے تھے۔ بڑے بڑے صحابی محنت و مزدوری کرتے تھے۔ لاڈوں کے پالے مصعب بن عمیر نے بھی روزانہ محنت کرنا شروع کی۔ بازار سے سامان اٹھاتے یا یہودیوں کے نخلستان میں آب پاشی کرتے اور روزانہ کا رزق روزانہ حاصل کرتے لیکن وہ خوش تھے۔ لوہے فولاد، سونے چاندی سب کی زنجیریں کٹ کر گر چکی تھیں۔ ایک دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف فرما تھے کہ سامنے سے ابن عمیر گزرے۔ بدن پر صرف ایک چادر تھی۔ اسی کو باندھ رکھا تھا اور اسی کو اوڑھے تھے۔ اس میں کئی جگہ پیوند تھے اور ایک پیوند کپڑے کی جگہ چمڑے کا لگا ہوا تھا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کو یاد دلایا کہ مکہ میں ان کے جسم پر دو دو سو درہم کا لباس ہوتا تھا اس وقت اور اب کی حالت کا موازنہ کرتے ہوئے خود اللہ کے رسول ؐ کی مقدس آنکھوں میں آنسو بھر آئے۔

مدینہ میں مصعبؓ بن عمیر کو رسول اللہ نے جلد ہی ایک کام پر مقرر کیا۔ منیٰ کی گھاٹی میں جو لوگ اسلام لائے تھے ان کی تعلیم و تربیت ان کے سپرد ہوئی یہ وہاں پہنچے تو اس ذوق و شوق سے اپنے فرائض انجام دیئے کہ ہر وقت قرآن شریف پڑھاتے، دین کی باتیں سکھانے اور تبلیغ میں لگے رہنے کی وجہ سے مقریٔ (مدرس استاد) مشہور ہو گئے، آس پاس شہرہ ہوا تو بنو اشہل کے سردار اُسید بن حضیر اور سعد بن معاذ کی خبر لگی۔ انہوں نے ناگواری کا احساس کیا اور اسعد بن زرارہ کے پاس مصعب بن عمیر کا قیام تھا، سعد بن معاذ نے ابن حضیر سے کہا "ابن زرارہ سے کہو کہ تم یہ کس پردیسی کو لے آئے ہو، جو ہمارے کمزور لوگوں کو بہکاتا ہے،" ابن حضیر نے سعد بن زرارہ سے مل کر سختی سے مصعب بن عمیر کی تبلیغ پر اعتراض کیا انہوں نے کہا "تم ان کی بات سن لو اگر پسند آئے تو خیر ورنہ اعتراض کرنا" ابن حضیر نے کہا کہ یہ انصاف کی بات ہے ابن عمیر کو بلاؤ۔

ابن عمیر آئے پہلے اسلام کی خوبیاں اور اس کے اصول بیان کئے پھر قرآن شریف کی تلاوت کی ابن حضیر نے کہا "کیا ہی اچھی باتیں ہیں اور کیا ہی اچھا کلام ہے تم اپنے دین میں نئے لوگوں کو کیسے داخل کرتے ہو؟" اور وہ نہا دھو کر کلمہ پڑھ کر مسلمان ہو گئے پھر وہ سعد بن معاذ کو لائے انہوں نے بھی اسلام قبول کر لیا اور بنو اشہل نے اپنے سرداروں کی پیروی کی۔

مصعب بن عمیر کی زبان میں اثر تھا تو اس لئے تھا کہ جو کہتے تھے دل سے نکلتا تھا۔ وہ خود صدق و صفا کی تصویر تھے ایک غیر معمولی اثر تھا جو ان کی پرخلوص اور قربانی دینے والی شخصیت دل و دماغ پر ڈالتی تھی۔

غزوۂ احد میں مصعبؓ بن عمیر کے ہاتھوں میں مہاجرین کا پرچم تھا۔ جب لڑائی میں مسلمانوں کی صف ٹوٹی تو ایک مخالف ان پر جھپٹا اس نے چاہا کہ پرچم گرے تاکہ یہ انتشار بڑھ جائے اس کی تلوار نے ابن عمیر کا وہ ہاتھ کاٹ ڈالا جس میں پرچم لہرا رہا تھا۔

مصعبؓ بن عمیر کو امتحان کی ہر منزل پر پورا اترنا تھا انہوں نے پرچم دوسرے ہاتھ میں لے لیا اور اپنی جگہ جمے رہے۔ حملہ آور نے دوسرا ہاتھ بھی کاٹ ڈالا تو پرچم سینے سے لگا لیا اور احد کے میدان میں مہاجرین کا پرچم برابر لہراتا رہا یہ دیکھ کر دشمنوں نے آپ پر تیر برسائے اور آپ گر کر شہید ہو گئے لیکن ایک اور صحابی نے وہ پرچم اٹھا لیا۔

لڑائی ختم ہو گئی تو شہیدوں کو دفن کرنے کا سلسلہ شروع ہوا۔ مصعب بن عمیر کے لئے بڑی مشکل تھی۔ شہید اپنے خونی لباس میں دفن ہوتے ہیں

باقی بر ص ۱۸

بقیہ: خطبۂ جمعہ ص۶ سے آگے

وہاں کے ذریعہ سے آسمان والوں پر فخر کرتا ہے۔ اور فرماتا ہے "میرے بندوں کو دیکھو۔ پراگندہ حال، غبار آلودہ بال دور دراز راستوں سے آئے ہیں۔ میری رحمت کے امیدوار ہیں اور میرے عذاب سے ڈرتے ہیں۔ روز عرفہ سے زیادہ دوزخ سے رہائی کا کوئی دن نہیں۔

دوزخ سے آزادی کا دن

حدیث میں آتا ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، عرفہ کا دن ہوتا ہے تو اللہ تعالےٰ نیچے کے آسمان پر اُتر آتا ہے (یعنی بندوں پر اپنی خصوصی رحمت نازل فرماتا ہے)، اور حاجیوں کی وجہ سے ملائکہ پر فخر کرتا ہے اور فرماتا ہے "میرے ملائکہ! میرے بندوں کو دیکھو۔ کس طرح بکھرے بال، گرد آلود دور دراز راستوں سے آئے ہیں۔ میری رحمت کے امیدوار ہیں اور میرے عذاب سے ڈرتے ہیں۔ (دیکھو!) جس شخص کی ملاقات کے لئے کوئی آئے اس پر حق ہے کہ آنے والے کی عزت کرے۔ میزبان پر مہمان کی عزت کرنا لازم ہے۔ گواہ رہو! کہ میں نے ان کی مغفرت کردی اور ان کا طعام جنت کی مہمانی کو قرار دیا۔ ملائکہ عرض کرتے ہیں اے پروردگار ان میں تو فلاں مغرور مرد اور متکبر عورتیں بھی شامل ہیں۔ اللہ فرماتا ہے میں نے ان کو بھی بخش دیا روز عرفہ سے زیادہ دوزخ سے آزادی کا دن اور کوئی نہیں۔

دوسری شہادت

نافعؓ کی روایت ہے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہٗ نے فرمایا میں نے خود سُنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمارہے تھے۔ عرفہ کے دن اللہ اپنے بندوں کو رحم کی نظر سے دیکھتا ہے اور جس شخص کے دل میں ذرّہ کے برابر بھی ایمان ہوتا ہے اس کو بخشے بغیر نہیں چھوڑتا میں نے ابن عمرؓ سے عرض کیا "کیا سب لوگوں کو بخش دیتا ہے یا صرف عرفہ والوں کو؟ فرمایا نہیں بلکہ سب لوگوں کو۔

تیسری شہادت

حضرت ابن عباسؓ فرماتے تھے یوم عرفہ حج اکبر کا دن ہے۔ یہی روز مباہات ہے۔ اللہ اس دن نچلے آسمان پر اُتر آتا ہے اور فرشتوں سے فرماتا ہے۔ میرے بندوں کو دیکھو زمین پر انہوں نے میری تصدیق کی پس روز سے زیادہ آزادی کا دن کوئی نہیں۔

انسانی اعمال پر فرشتوں کی گواہی کی حکمت

یہ جو احادیث میں بار بار آتا ہے کہ اللہ تعالےٰ فرشتوں سے فرماتا ہے۔ دیکھو میرے بندے کس حال میں میری عبادت کر رہے ہیں کس طرح لذات و شہوات سے کنارہ کشی کرکے میری رحمت کے امیدوار ہیں اور میرے عذاب سے ڈرتے ہیں تو اس کی حکمت یہ ہے کہ جب اللہ تعالےٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کو خلیفہ بنانا چاہا تو فرشتوں نے یہ درخواست کی تھی۔

اَتَجْعَلُ فِیْهَا مَنْ یُّفْسِدُ فِیْهَا وَیَسْفِكُ الدِّمَآءَ

کیا آپ پیدا کریں گے زمین میں ایسے لوگوں کو جو فساد کریں گے اور خونریزیاں کرینگے

اب حق تعالےٰ شانہٗ انہیں ہر ہر مرحلہ پر یہ احساس دلاتے ہیں کہ دیکھو میرے یہ بندے فساد پھیلانے والے اور خونریزیاں کرنے والے ہیں؟ یہ تو عبادت گزار اور طاعت گزار ہیں اسی طرح حق تعالےٰ شانہٗ اپنے طاعت گزار بندوں پر خوش ہوتے ہیں ان پر فخر کرتے ہیں اور فرشتوں کو ان کے سوال کا عملی جواب دیتے ہیں

غرض

غرض یہ کہا جا رہا تھا کہ عشرۂ ذی الحجہ کی بہت فضیلت احادیث نبویؐ میں بیان ہوئی ہے اور ان دنوں میں بندگانِ خدا کو حق تعالےٰ شانہٗ کی زیادہ سے زیادہ بندگی کرنی چاہیئے۔

عشرہ ذی الحجہ کے دوران کے اعمال اوراد اور دعائیں

ام المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جس شخص نے عشرۂ ذی الحجہ کی کسی تاریخ رات بھر عبادت کی تو اس نے گویا سال بھر حج اور عمرہ کرنے والے کی سی عبادت کی اور جس نے عشرۂ ذی الحجہ کا کوئی روزہ رکھا تو گویا پورا سال اللہ کی عبادت کی۔

عشرۂ ذی الحج کی نماز

امیر المومنین حضرت علی رضی اللہ عنہٗ کی روایت ہے۔ آپ نے فرمایا عشرہ ذی الحجہ آجائے تو عبادت کی کوشش کرو۔ عشرہ ذی الحجہ کے ایام کو اللہ نے بزرگی عطا فرمائی ہے اور اس عشرہ کی راتوں کو بھی وہی عزت دی ہے جو اس کے دنوں کو دی ہے اگر کوئی شخص اس عشرہ کی کسی رات کے آخری تہائی حصہ میں چار رکعتیں ذیل میں درج شدہ ترکیب کے ساتھ پڑھے تو کعبہ شریف کے حج کرنے والے اور روضۂ پاک کی زیارت کرنے والے کے برابر اس کو ثواب ملے گا اور اللہ سے جو کچھ وہ مانگے گا۔ اللہ اسے عطا فرمائے گا۔

ترکیب

ہر رکعت میں سورۂ فاتحہ، سورۂ فلق، سورۂ والناس ایک ایک بار سورۂ اخلاص تین بار اور آیت الکرسی تین بار پڑھے اور نماز سے فارغ ہونے کے بعد دونوں ہاتھ اٹھاکر یہ دعا پڑھے

سُبْحَانَ ذِی الْعِزَّةِ وَالْجَبَرُوْتِ سُبْحَانَ ذِی الْقُدْرَةِ وَالْمَلَكُوْتِ سُبْحَانَ الْحَیِّ الَّذِیْ لَا یَمُوْتُ سُبْحَانَ اللّٰهِ رَبِّ الْعِبَادِ وَالْبِلَادِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ كَثِیْرًا طَیِّبًا مُبَارَكًا عَلٰی كُلِّ حَالٍ اللّٰهُ اَكْبَرُ كَبِیْرًا رَبُّنَا جَلَّ جَلَالُهٗ وَقُدْرَتُهٗ بِكُلِّ مَكَانٍ۔

پاک ہے عزت اور غلبہ والا، پاک ہے قدرت والا اور حکومت والا، پاک ہے وہ زندہ جو نہیں مرے گا پاک ہے انسانوں اور بستیوں کا مالک ہر حال میں کثیر، پاکیزہ اور برکت والی حمد اللہ کے لئے ہے اللہ بڑی بزرگی والا ہے۔ ہمارا رب بزرگ ہے اس کی عظمت بڑی ہے۔

اس کی قدرت ہر جگہ ہے (سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ قدرت سے مراد یہاں علم ہے یعنی اس کا علم ہمہ گیر ہے)، اس دعا کے بعد نماز پڑھنے والا جو چاہے اپنے لئے دعا کرلے۔

اگر ایسی نماز عشرہ کی ہر رات پڑھے گا تو فردوس اعلےٰ میں اللہ اس کو فروکش کرے گا اور اس کے گناہوں کو مٹا دے گا اور گزشتہ گناہ معاف کردینے کے بعد اس سے کہا جائے گا اب از سرِ نو عمل شروع کر۔ اگر عرفہ کے دن کا روزہ رکھے اور عرفہ کی رات کو یہی نماز پڑھے اور یہی دعا کرے اور اللہ کے حضور بہت زیادہ زاری کرے تو اللہ فرماتا ہے میرے فرشتو! گواہ رہو میں نے اس کو بخش دیا اور کعبہ کے حاجیوں میں اس کو شامل کر دیا۔ فرشتے اس عطاء الٰہی سے خوش ہوتے ہیں اور دعا کرتے ہیں۔

پانچ دعائیں اور ان کا اجر

غنیۃ الطالبین میں لکھا ہے کہ اللہ جل شانہٗ نے حضرت عیسےٰ علیہ السلام کے پاس جبریلؑ کی معرفت پانچ دعائیں بطور ہدیہ بھیجیں اور جبریلؑ نے کہا یہ دعائیں کیا کرو، اور اللہ کو ایام عشر

باقی ص۱۷

بقیہ:- بچوں کا صفحہ

۵ھ میں جنگ خندق کا واقعہ پیش آیا ہیں میں حضورؐ نے صحابہؓ سے مشورہ کر کے مدینہ کے گرد خندق کھودی اور اندر محصور ہو گئے اور کفار نے باہر پڑاؤ ڈالدیا، جب محاصرہ نے طول کھینچا تو ایک دن مکہ کا ایک مشہور پہلوان عمر بن عبد ود دو ساتھیوں کے ساتھ خندق پھاند کر اندر آگیا، اور ھَلۡ مِنۡ مُّبَارِزٍ؟ پکارا جس کا مطلب یہی کہ وہ کسی کو اپنے مقابلے کے لئے بلاتا تھا۔ حضرت علی رضؓ نے دعوت قبول کی اور پہلے اسلام پیش کیا مگر اس نے انکار پر جنگ کے لئے للکارا۔ تو عمرو نے کہا کہ میں نہیں چاہتا کہ اپنے بھتیجے کو قتل کروں اس پر آپؓ نے فرمایا کہ میں تو چاہتا ہوں کہ تمہیں جہنم واصل کروں۔ عمرو غصہ کھا کر گھوڑے سے نیچے اُترا۔ اور آپؓ پر وار کیا۔ مگر آپؓ نے اس کا وار روک کر ایسا بھرپور ہاتھ مارا کہ عمرو دو ٹکڑے ہو گیا۔ ساتھ ہی آپ نے نعرۂ تکبیر بلند کیا اس پر باقی دونوں دم دبا کر بھاگ گئے اور پھر کسی کو سامنے آنے کی جرأت نہ ہوئی۔

خیبر کی فتح کا سہرا بھی آپؓ کے سر ہے۔ یہ جنگ ۷ھ میں لڑی گئی خیبر کے اکثر قلعے تو فتح ہو گئے مگر ایک قلعہ فتح نہ ہوتا تھا اس کا سردار مرحب نامی ایک مشہور پہلوان تھا بڑے بڑے شہ زور اور بہادر مسلمان بھی اس قلعے کو سر نہ کر سکے۔ ایک دن حضورؐ نے فرمایا کہ کل میں علم ایسے شخص کو دوں گا جسے اللہ اور اس کا رسولؐ پسند کرتا ہے اور وہی فاتح خیبر ہوگا۔ چنانچہ اگلے دن حضرت علیؓ کو بلایا گیا۔ آپؓ آشوب چشم میں مبتلا تھے مگر حضورؐ نے لعاب مبارک لگایا تو بالکل ٹھیک ہو گئے میدان جنگ میں حضرت علیؓ نے مرحب کو للکارا وہ مقابلہ کے لئے نکلا آپؓ نے دوسرے ہی وار میں اس کی کھوپری دانتوں تک چیر ڈالی اور حارث وغیرہ کئی دوسرے نامور پہلوانوں کا بھی صفایا کر دیا۔ مومن نے کیا خوب کہا ؎

سیف و قلم ہیں دونوں ستون کاخ دین کے
حیران ہوں باب علم کہوں یا جہان تیغ!

فتح مکہ کے موقعہ پر بھی آپؓ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے اور آپ.... ساتھ ہی کعبہ کو بتوں سے پاک کیا۔ اسی سال "حنین" کی مشہور جنگ پیش ہوئی، اس میں بھی آپؓ نے بہادری کے بے مثال جوہر دکھلائے جب حضورؐ کو دشمنوں نے گھیر لیا تو آپؓ صفوں کو چیرتے ہوئے۔ حضورؐ کے پاس پہنچ گئے اور اس وقت آپؐ کی حفاظت کی جب آپؐ نرغے میں آ چکے تھے۔ اسی طرح جنگ تبوک کے موقعہ پر حضورؐ نے حضرت علی رضؓ کو اہل مدینہ کی حفاظت کے لئے چھوڑا۔ اس کے بعد آپؓ کو تبلیغ اور قضاۃ کے لئے یمن بھیجا گیا۔ آپؓ کے فیصلے بھی آپ کی شجاعت کی طرح آپ کے تبحر علمی پر دلیل ہیں جن کو ہم کسی آئندہ اشاعت میں پیش کریں گے

شہادت

عبدالرحمٰن بن ملجم نامی ایک شقی القلب خارجی نے آپؓ کے قتل کا ارادہ کیا۔ اور رمضان المبارک کی ایک صبح کو نماز کے وقت آپؓ پر وار کر دیا آپ اسی زخم سے ۲۱۔ رمضان المبارک کو شہادت فرما گئے۔ ابن ملجم پکڑا گیا اس کا جرم ثابت ہوا مگر حضرت نے شہادت سے پہلے وصیت فرمائی کہ اسے اذیت نہ دینا اور اعضاء نہ کاٹنا بلکہ ایک ہی وار میں ختم کر دینا۔ اور اس کے سوا کسی اور کو قتل نہ کرنا اور نہ مسلمانوں کا خون بہانا۔ یہاں تک کہ بیماری اور حالت نزع میں بھی اپنے قاتل کی خیریت پوچھتے رہے تاکہ اسے روٹی پانی وغیرہ کی تنگی نہ ہو آخر میں دعا ہے کہ اللہ کریم! ؎

دلوں میں مرکز مہر و وفا کر!
حریم کبریا سے آشنا کر!
جسے نان جویں بخشی ہے تو نے
اُسے بازوئے حیدر بھی عطا کر

واہ کینٹ

میں ادارہ خدام الدین کے مخلص کارکن محمد عثمان غنی بی اے کوارٹر نمبر $\frac{19E}{1}$ سے رسالہ خدام الدین مل سکتا ہے علاوہ ازیں حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی تصنیفات بھی برائے مطالعہ موجود ہیں جن قارئین کو ادارہ ہذا کی بابت کوئی معلومات حاصل کرنی ہوں یا مطبوعات درکار ہوں وہ موصوف سے رابطہ پیدا کریں (ادارہ)

تصحیح

مجلس ذکر مطبوعہ خدام الدین ۱۰ اپریل میں مندرجہ ذیل تصحیح فرمائی جائے۔

(۱) صفحہ ۴ کالم ۲ آخری سطر میں "سود کی لعنت سے نجات دلانے آیا تھا" نجات کا لفظ لکھ لیں

(۲) صفحہ ۵ کالم ۱ سطر ۱۷ "صحابی کے بجائے "وہابی" پڑھا جائے

(۳) صفحہ ۵ کالم ۱ سطر ۳۷ "شرط" کی بجائے "شرطہ" پڑھا جائے (شرطہ عربی میں پولیس مین کو کہتے ہیں)

(۴) صفحہ ۵ ۲ سطر ۱۷ لفظ "نیلو" کو "فیلو" پڑھیں

(۵) صفحہ ۵ کالم ۲ سطر ۱۵ شعر مشہور ہے لفظ "نمازیں" کی بجائے نمازی پڑھا جائے

(۶) صفحہ ۱۷ مجلس ذکر کی آخری سطر "صاحبین کو" کی جگہ "سکے" پڑھا جائے (ادارہ)

مدرسہ حامیہ کوہاٹ میں جمعیۃ الطلباء کا قیام

آج بروز جمعۃ المبارک ۱۳ مارچ ۱۹۶۴ء مدرسہ اسلامیہ عربیہ حامیہ واقع بیرون تحصیل دروازہ کوہاٹ طلباء کا اجتماع ہوا۔ جس میں حسب ذیل عہدہ داروں کا تقرر ہوا فی الحال اراکین ۳۲ نفر مقرر ہوئے

صدر جمعیت مولوی عبدالروف صاحب۔ نائب صدر مولوی نعمت اللہ صاحب۔ ناظم اعلے مولوی رحمت اللہ صاحب ناظم نائب مولوی ثمر دین صاحب۔ سیکرٹری مولوی قیام الدین صاحب جنگل خیلی۔ صدر مدرس مولانا عبدالحلیم صاحب

"خُدام الدین" کا تازہ پرچہ

محمد افضل خان صاحب سے بھی

نیوز ایجنسی انچارج ڈسپنسری

ڈُنہ۔ ضلع مظفر آباد (آزاد کشمیر)

بقیہ خطبہ جمعہ صفحہ ۱۵ سے آگے

ذی الحجہ کے دس دن کی عبادت سے زیادہ اور کسی دن کی عبادت محبوب نہیں۔

پہلی دُعا

لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ لَہُ الْمُلْکُ وَلَہُ الْحَمْدُ یُحْیِیْ وَیُمِیْتُ بِیَدِہِ الْخَیْرُ وَھُوَ عَلٰی کُلِّ شَیْئٍ قَدِیْرٌ ۔

دوسری دُعا

اَشْھَدُ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ اِلٰھًا وَّاحِدًا صَمَدًا لَمْ یَتَّخِذْ صَاحِبَۃً وَّلَا وَلَدًا۔

تیسری دُعا

اَشْھَدُ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ لَہُ الْمُلْکُ وَلَہُ الْحَمْدُ یُحْیِیْ وَیُمِیْتُ وَھُوَ حَیٌّ لَّا یَمُوْتُ بِیَدِہِ الْخَیْرُ وَھُوَ عَلٰی کُلِّ شَیْئٍ قَدِیْرٌ

چوتھی دُعا

حَسْبِیَ اللّٰہُ وَکَفٰی سَمِعَ اللّٰہُ لِمَنْ دَعٰی لَیْسَ وَرَاءَ اللّٰہِ مُنْتَھٰی

پانچویں دُعا

اَللّٰھُمَّ لَکَ الْحَمْدُ کَمَا تَقُوْلُ اَللّٰھُمَّ لَکَ صَلٰوتِیْ وَنُسُکِیْ وَمَحْیَایَ وَمَمَاتِیْ وَلَکَ یَارَبِّ تُرَاثِیْ اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُبِکَ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ وَمِنْ شَتَاتِ الْاَمْرِ اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ مِنْ خَیْرِ مَا تَجْرِیْ بِہِ الرِّیْحُ

دعاؤں کا ثواب

حواریوں نے حضرت عیسٰی علیہ السلام سے پوچھا کہ ان دعاؤں کا ثواب کیا ہوگا۔ حضرت عیسٰی علیہ السلام نے فرمایا جو شخص پہلی دُعا سو مرتبہ پڑھے گا اس کے عمل کے برابر اس روز روئے زمین پر کسی کا عمل نہ ہوگا اور قیامت کے دن تمام عابدوں سے اس کی نیکیاں زیادہ ہوں گی جو دوسری دعا سو مرتبہ پڑھے گا اللہ اس کے لئے ہزار ہزار (ایک لاکھ) نیکیاں لکھ دے گا اور اتنے ہی گناہ مٹا دے گا اور جنت میں اس کے دس ہزار درجہ اونچا کرے گا۔ جو شخص تیسری دعا سو مرتبہ پڑھے گا۔ ستر ہزار فرشتے دنیا والے آسمان سے اُتر کر ہاتھ پھیلا کر اس کے لئے دعائے رحمت کریں گے۔ جو چوتھی دعا سو مرتبہ پڑھے گا ایک فرشتہ اس کی دعاؤں کو رحمٰن کی پیشی میں لے جائے گا۔ اللہ اُس بندہ پر نظر فرمائے گا اور اللہ نے جس پر نظر فرمالی وہ کبھی بدنصیب نہیں ہوا۔ حواریوں نے کہا پانچویں دعا کا کیا ثواب ہے۔ آپ نے فرمایا وہ میری مخصوص دُعا ہے مجھے اس کی تشریح کی اجازت نہیں ملی۔

عرفہ کی شام کی دعا

حضرت علی کرم اللہ وجہہ فرماتے ہیں عرفہ کی شام کو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اکثر یہ دعا کرتے تھے۔

اَللّٰھُمَّ لَکَ الْحَمْدُ کَمَا تَقُوْلُ وَخَیْرًا مِّمَّا تَقُوْلُ اَللّٰھُمَّ لَکَ صَلٰوتِیْ وَنُسُکِیْ وَمَحْیَایَ وَمَمَاتِیْ وَلَکَ یَارَبِّ تُرَاثِیْ اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُبِکَ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ وَفِتْنَۃِ الصَّدْرِ وَشَتَاتِ الْاَمْرِ اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ مِنْ خَیْرِ مَا تَجْرِیْ بِہِ الرِّیْحُ

عرفہ میں حضور علیہ السلام اور دیگر انبیاءؑ کی دُعا

حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا عرفہ میں میری اور مجھ سے پہلے پیغمبروں کی زیادہ تر یہ دعا ہوتی ہے

لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ لَہُ الْمُلْکُ وَلَہُ الْحَمْدُ وَھُوَ عَلٰی کُلِّ شَیْئٍ قَدِیْرٌ اَللّٰھُمَّ اجْعَلْ فِیْ قَلْبِیْ نُوْرًا وَّفِیْ سَمْعِیْ نُوْرًا وَّفِیْ بَصَرِیْ نُوْرًا اَللّٰھُمَّ اشْرَحْ لِیْ صَدْرِیْ وَیَسِّرْ لِیْ اَمْرِیْ اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُبِکَ مِنْ وَسَاوِسِ الصَّدْرِ وَفِتْنَۃِ الْقَبْرِ وَشَتَاتِ الْاَمْرِ اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُبِکَ مِنْ شَرِّ مَا یَلِجُ فِی اللَّیْلِ وَمِنْ شَرِّ مَا یَلِجُ فِی النَّھَارِ وَمِنْ شَرِّ مَا تَھُبُّ بِہِ الرِّیَاحُ وَمِنْ شَرِّ بَوَائِقِ الدَّھْرِ

نویں تاریخ کی صبح سے تیرہ کی عصر تک

ہر فرض نماز کے بعد یہ تکبیر اَللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ وَلِلّٰہِ الْحَمْدُ۔ ایک مرتبہ فرض ادا کرنے والوں کو پڑھنی چاہیئے۔ اگر امام بھول جائے تو مقتدی بلند آواز سے تکبیر پڑھ کر اسے یاد دلا دیں۔ جو شخص تنہا نماز پڑھے اُسے بھی یہ تکبیر پڑھنی چاہیئے۔ ان پانچ دنوں میں اگر کوئی نماز قضا ہو جائے اور انہی دنوں میں اسے ادا کیا جائے تو اس کو مع تکبیر کے ادا کرنا چاہیئے۔

اللہ تعالےٰ ہمیں اپنی مرضیات پر چلنے اور اپنے احکام کی بجا آوری کی توفیق عطا فرمائے اور صحیح معنوں میں محمدی مسلمان بنائے آمین!

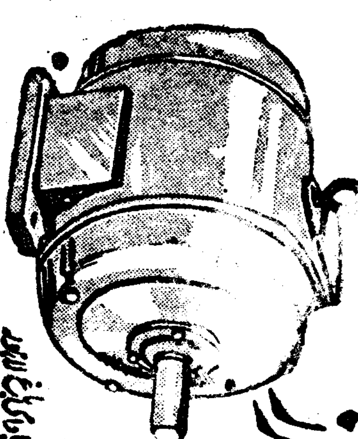
نقد و نظر

از مشتاق حسین بخاری

نام رسالہ :۔ ختم نبوت اور بزرگان امت
تالیف :۔ مولانا لال حسین اختر صدر المبلغین مجلس مرکزیہ تحفظ ختم نبوت ملتان شہر
صفحات ۳۲ ۔ ہدیہ ۲۵ پیسے

قادیانیوں کی عادت ہے کہ اسلاف کی تحریریں بلاسیاق و سباق نقل کر کے اور اپنی مرضی اور مفاد کے مطابق ان تحریروں کے معنی بیان کر کے سادہ لوح مسلمانوں کو گمراہ کرنے کی ناپاک کوشش کرتے رہتے ہیں لیکن اللہ کے خاص بندے اور اسلام کے مبلغ ان کو ہر میدان میں جا لیتے ہیں۔ مولانا لال حسین اختر صاحب کی ذات محتاج تعارف نہیں، انہوں نے اپنی زندگی ردّ مرزائیت کے لئے وقف کر رکھی ہے آپ کا یہ تازہ رسالہ معلومات افزا ہے اور قصر نبوت باطلہ پر ضرب کاری ہے۔ رسالہ مجلس تحفظ ختم نبوت چنیوٹ سے دستیاب ہو سکتا ہے۔

ہم اپنے قارئین کو اس رسالہ کے پڑھنے کی سفارش کرتے ہیں تاکہ وہ مرزائیوں کے دجل سے آگاہ ہو سکیں۔



بقیہ:۔ احد کے دو شہید

اور لباس ہی کفن کا کام کرتا ہے۔ ابن عمیر کے بدن پر ایک چادر ہی تو تھی یہ اتنی چھوٹی تھی کہ سر ڈھانکو پیر کھل جاتے تھے اور پیر ڈھانکو تو سر کھل جاتا تھا۔ مہاجرین نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اطلاع کی کہ مکہ میں نازونعم کی آغوش میں پلنے والے ابن عمیر کے لئے کفن کی چادر بھی پوری نہیں پڑتی۔ آپ نے حکم دیا کہ چادر سر پر ڈال دی جائے اور پیروں کو اذخر (ایک جھاڑی) کے پتے ڈال کر ان کو پوشیدہ کیا جائے اسی عالم میں مدینہ کی زمین نے مکہ کے لاڈلے بچے کو اپنی آغوش میں لے لیا۔

اسی میدان میں ایک اور شہید حضرت انس بن نضر تھے۔ سعد بن معاذ نے بیان کیا ہے کہ بلدر کی لڑائی میں شریک نہ ہونے کا ان کو بہت افسوس تھا۔ احد کے دن بڑے جوش میں تھے جب مسلمانوں کی صف میں انتشار پھیلا تو میں نے دیکھا کہ تلوار لئے آ رہے ہیں۔ مجھ سے کہا اے ابن معاذ! کہاں جا رہے ہو۔؟ پہاڑوں سے جنت کی خوشبو آ رہی ہے" یہ کہہ کر آگے بڑھے اور دشمنوں کے ہجوم پر حملہ کر دیا یہاں تک لڑے کہ شہید ہو گئے۔

انس بن نضر کے بدن پر اسی زخم تھے لاش کی پہچان مشکل تھی۔ ان کی بہن نے انگلیوں کی پوروں سے لاش کی شناخت کی

بقیہ۔ فلسفہ عید قربان

محبت سے کامیاب ہو کر نکلتا ہے تو کونین کی عظمتیں اس کی بارگاہ میں جھک جاتی ہیں۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام کو حق تعالےٰ نے خواب کے ذریعے حکم دیا کہ اپنے اکلوتے بیٹے حضرت اسماعیلؑ کی قربانی پیش کریں اب ذرا غور کریں کہ باپ کو بیٹے کی قربانی کا حکم ہو رہا ہے۔ بیٹا بھی کیسا نا خلف بیٹا نہیں نبی معصوم اکلوتا بیٹا اور بڑھاپے کا سہارا جو بڑی التجاؤں کے بعد پیدا ہوا تھا ایسے بیٹے کو قربان کرنا بہت مشکل کام ہے بیٹے کو قربان کرنا تو درکنار مال و آبرو بھی اس کے لئے قربان کرنا بڑے جوانمردوں کا کام ہے اپنی قربانی تو شاید کوئی انسان پیش کر سکیں لیکن اپنے ہاتھ سے اپنے بیٹے کو ذبح کرنا بڑا ہی سخت مشکل کام ہے۔ ابراہیم علیہ السلام نے برضا و رغبت حکم خداوندی کے سامنے گردن جھکا دی اور بیٹے کو ذبح کرنے کے لئے لٹا دیا۔ بیٹے کے جذبۂ فدائیت کا اندازہ لگائیے جب اس سے مشورہ لیا گیا تو فوراً جواب دیا کہ آپ کو جو حکم ہوا ہے کر دیجئے جان کا نکلنا اور ہے جان کا دینا اور ہے جان دینا بڑا مشکل کام ہے۔ باپ خوش تھا کہ میں اپنی قربانی پیش کر رہا ہوں اور بیٹا خوش تھا کہ خدا کی راہ میں قربان ہو رہا ہوں۔ خدا کی کروڑوں رحمتیں ہوں ایسے باپ اور ایسے بیٹے پر اسلام و تفویض اور صبر و تحمل کا نمونہ جو دونوں باپ بیٹوں نے ذبح کرنے اور ذبح ہونے کے وقت پیش کیا اس کی مثال دنیا کی تاریخ پیش ہی نہیں کر سکتی۔ عشق صادق ہو تو پھر بڑی سے بڑی عقلی دلیل اور شیطانی فریب انسان کو بڑی سے بڑی قربانی پیش کرنے سے ہٹ نہیں سکتے بلکہ پیش کرنے کے بعد بھی عاشق یہی خیال کرتا ہے کہ حق ادا نہیں ہوا۔۔۔

نوشہرہ میں انجمن خدام الدین کی شاخ

(قائم کر دی گئی)

حضرت مولانا عبید اللہ انور مدظلہ العالی امیر انجمن خدام الدین لاہور نے اپنے حالیہ دورۂ نوشہرہ ضلع پشاور کے دوران مورخہ ۲۲ مارچ ۱۹۶۴ء کے روز انجمن کی ایک شاخ نوشہرہ میں قائم کر دی۔ آپ نے مندرجہ ذیل تحریر درج رجسٹر فرمائی۔۔۔

"چونکہ اس علاقہ میں ایک ایسے ادارہ کی ضرورت تھی جو خالص اسلامی تعلیمی، اصلاحی، تبلیغی لٹریچر اور دینی و مذہبی مطبوعات شائع کرنے کی صلاحیت رکھتا ہو نیز تبلیغی اجتماعات وغیرہ اور مسلمان بچوں کی تعلیم و تربیت کا مناسب انتظام کر سکے لہذا یہاں کے احباب کے مشورہ سے صدر نوشہرہ میں انجمن خدام الدین لاہور کی شاخ قائم کرتا ہوں اور اس کے امیر و سرپرست استاذی المکرم شیخ الحدیث حضرت علامہ عبد الحق صاحب دامت برکاتہم اکوڑہ خٹک کو اور ناظم اعلےٰ جناب حضرت مولانا الحاج احمد عبد الرحمٰن صاحب صدیقی نوشہرہ کو تجویز کرتا ہوں۔ اس انجمن کا ممبر و رکن ہر عاقل و بالغ پابندِ صوم و صلوٰۃ مسلمان بنایا جا سکتا ہے۔ میں دعا کرتا ہوں کہ حق تعالیٰ اس انجمن کو پروان چڑھائیں اور دین متین کی خدمت کی توفیق فرمائیں اور حضرت اقدس رحمۃ اللہ علیہ کے نقش قدم پر گامزن فرمائیں۔ آمین یا الٰہ العالمین

(احقر عبید اللہ انور ۸ ذی قعدہ ۱۳۸۳ھ)

(۲) جامع مسجد نوشہرہ صدر میں ہر جمعہ کو نمازِ مغرب کے بعد مجلس ذکر پہلے ہی سے منعقد ہوا کرتی تھی۔ جانشین شیخ التفسیر نے مسجد رضوان میں بازار نوشہرہ صدر میں بھی ہر جمعرات کو بعد از نماز عشاء مجلس ذکر قائم کرنے کی بھی اجازت مرحمت فرمائی (ناظم اعلیٰ انجمن خدام الدین نوشہرہ صدر)

خدام الدین کی توسیع اشاعت میں حصہ لیجیے۔۔۔

دار المبلغین اہلسنت پاکستان (ملتان)

مرکزی دار المبلغین اہل سنت پاکستان (ملتان) جس میں حضرت العلامہ مولانا دوست محمد صاحب قریشی حضرت مولانا عبد الستار تونسوی حضرت مولانا لال حسین صاحب اختر حضرت مولانا خالد محمود صاحب پروفیسر حضرت مولانا عبد الحی صاحب اور ایک ماہر علوم جدیدہ تعلیم دیں گے یہ ادارہ یکم ذی الحجہ ۱۳۸۳ھ سے پوری شان و شوکت سے کام شروع کر رہا ہے خواہشمند حضرات جلدی ملتان پہنچنے کی کوشش کریں۔

الداعی۔ منظور احمد شاہ ناظم دفتر تنظیم اہلسنت پاکستان ملتان

ضروری وضاحت

شجاع آباد ۲۷ ذیقعدہ مذہب و ملت کے محبوب ترجمان خدام الدین لاہور کی اشاعت مجریہ ۲۶ ذلقعدہ ۸۳ھ ۱۰ اپریل ۶۴ء جو منقبت سیدنا فاروق اعظمؓ شائع ہوئی ہے وہ جناب عارف صاحب سیالکوٹی نے ماہنامہ فیض الاسلام راولپنڈی کے فاروق اعظم نمبر کیلئے لکھی تھی ہم نے وہیں سے حاصل کی اور حضرت خطیب اعظم مدظلہ کے حسب الحکم متعدد جلسوں میں پڑھی ہے (محمد یٰسین صدیقی خادم حضرت خطیب اعظم مولانا قاضی احسان احمد شجاع آبادی مدظلہ العالی۔۔۔

(فیروز سنز لمیٹڈ پریس لاہور میں زیر اہتمام مولوی عبید اللہ انور پرنٹر اینڈ پبلشر چھپا اور دفتر خدام الدین شیرانوالہ گیٹ لاہور سے شائع ہوا)

بچوں کا صفحہ

حضرت علیؓ کی شجاعت

از محمد امین صاحب بورسٹل جیل لاہور

تاریخ اسلام امیر المومنین حضرت علی رضؓ کے کارناموں سے معمور ہے۔ اور زندگی کے ہر دور میں آپ ایک جری اور فاتح نظر آتے ہیں کیوں نہ ہو آغوش رسالتؐ میں جو تربیت پائی تھی۔ اسی لئے بچپن میں ہی طبیعت مشقت پسند صبر آزما اور دلیر بن گئی اور ساری زندگی جنگ و جہاد، رنج و کلفت اور مصائب و غربت میں گزار دی۔

حضورؐ کی بعثت کے وقت آپؓ کی عمر تقریباً ۹ سال تھی آپ بچوں میں سب سے پہلے ایمان لائے جب حضورؐ کو اعلانیہ تبلیغ کا حکم ہوا تو حضورؐ نے تبلیغ کی ابتداء "وَاَنْذِرْ عَشِیْرَتَکَ الْاَقْرَبِیْنَ" سے کی اور ایک دعوت کا بندوبست فرمایا، جب سب اقارب کھانا کھا چکے تو آپؐ نے اپنی رسالت کا اعلان فرمایا اور ساتھ ہی کہا کہ تم میں کون ہے جو اس کٹھن کام میں میرا ساتھ دے گا یہی وہ مقام ہے جہاں ابولہب نے بکواس کیا تھا کہ "اے محمدؐ ہمیں اسی لئے بلایا تھا" اس وقت حضرت علیؓ نے کھڑے ہو کر کہا کہ اے اللہ کے رسولؐ! اگرچہ میں کمزور اور بچہ ہوں تاہم آپ کی ضرور مدد کروں گا۔ اس پر تمام مشرکین مکہ ہنس پڑے۔ لیکن حضورؐ پاک نے حضرت علیؓ کے جواب کو پسند فرمایا۔ دعا دی اور بھائی کہہ کر پکارا۔ اور فرمایا۔ کہ علیؓ کو مجھ سے وہی نسبت ہے۔ جو ہارون کو موسےٰ سے۔

تاریخ شاہد ہے کہ شیر خدا رضؓ اپنے اس قول کو کس طرح نبھایا، آؤ ذرا تاریخ اسلام سے ہم اس حقیقت کی تلاش کریں کہ کس طرح حضرت علی رضؓ نے اپنا وعدہ پورا کر کے دکھایا اور بڑی سے بڑی تکلیفیں اٹھا کر بھی وہ وہ کارہائے نمایاں سرانجام دیئے کہ عقل دنگ رہ جاتی ہے۔ آزمائش کا پہلا واقعہ شعب ابوطالب ہے۔ جو ایک گھاٹی ہے۔ کفار مکہ نے بنو ہاشم کے خاندان کو اس میں نظر بند کر دیا تھا تاکہ حضورؐ تبلیغ نہ کر سکیں اور اس طرح حضورؐ اور ان کے خاندان کو تنگ کر کے جی ٹھنڈا کریں۔ گویا یہ ایک معاشرتی مقاطعہ تھا اور نظربندی کی سزا تھی اس مصیبت میں حضرت علیؓ اپنے سارے خاندان کے لئے دور دور سے پانی بھر کر لاتے اور آٹے دانے کا بندوبست کرنے کے لئے بھی بڑی زحمت اٹھاتے۔ تاآنکہ مشرکین نے خود ہی یہ پابندی اٹھالی۔

دوسرا بڑا واقعہ ہجرت کی رات کا ہے جب کفار کی دشمنی انتہا کو پہنچ گئی اور حضورؐ کو ہجرت کی اجازت مل گئی تو حضورؐ نے جاتے وقت حضرت علیؓ کو اپنے بستر پر لٹا دیا۔ یہ کام بھی موت کو دعوت دینے کے مترادف تھا۔ کیونکہ مشرکین اندھیرے میں یکبارگی حملہ کر کے حضورؐ کو قتل کر دینے کا منصوبہ بنا چکے تھے مگر حضرت علی رضؓ بلا خوف خطر حضورؐ کے بستر پر لیٹ گئے اور انتہائی جانثاری کا ثبوت دیا اور اگلی صبح اٹھ کر دشمنانِ دین کی امانتیں تک واپس کر کے مدینہ کی راہ لی، تقریباً تین سو میل کا پیدل سفر غربت و عسرت، بھوک پیاس صحرا نوردی اور گرمیوں کے دن بڑی مشکل سے افتاں و خیزاں مدینہ شریف پہنچے، پاؤں زخموں سے فگار تھے حضورؐ نے آب دہن لگایا تو بالکل ٹھیک ہو گئے اور اسی جاں نثاری کا وہ صلہ پایا کہ فرزندِ نسبتی کا شرف حاصل ہو گیا۔ سبحان اللہ

جنگ بدر ۲ھ کا واقعہ ہے، یہ اسلام کی پہلی جنگ تھی جس کے اسلامی تہذیب کے دھارے کو جنم دیا، اس جنگ میں مسلح مشرکین مکہ کی تعداد ایک ہزار تھی اور نہتے مسلمان صرف تین سو تیرہ تھے۔ حضرت علی رضؓ نے اس جنگ میں ہمت و شجاعت سے کام لیا اور ایسے جوہر دکھلائے کہ کفار کو منہ کی کھانا پڑی اور ان کے ستر ۷۰ آدمی مارے گئے جن میں سے آدھے حضرت علی رضؓ کے ہاتھوں قتل ہوئے۔ بقول علامہ شبلیؒ "جنگ بدر کے ہیرو حضرت علی رضؓ ہی تھے"

ہجرت کے تیسرے سال پھر مجاہدین اور مشرکین کے درمیان جنگ اُحد چھڑ گئی۔ اس جنگ میں بھی مسلح مشرکین مسلمانوں سے کئی گنا زیادہ تھے۔ ابتدا میں مسلمان پسپا ہونے لگے مگر حضرت علی رضؓ بے حجابا تلوار چلا کر جنگ کا نقشہ بدل دیا۔ اس جنگ میں حضورؐ کے قتل کی خبر اڑی مگر حضرت علیؓ بے خطر تلوار چلا کر حضورؐ کی حمایت و حفاظت فرماتے رہے یہی وہ جنگ ہے جس میں حضرت علی رضؓ کی تلوار ٹوٹ گئی تو حضورؐ نے آپ کو ذوالفقار عطا فرمائی۔

(باقی بر صفحہ ۲۶)

۱۷ اپریل سنہ ۶۴ء

رجسٹرڈ ایل نمبر ۶۰۴۷

The Weekly "KHUDDAMUDIN"

LAHORE (PAKISTAN)

خدام الدین لاہور
چیف ایڈیٹر
عبید اللہ انور

منظور شدہ محکمہ تعلیم (۱) لاہور بحیثیت بذریعہ چٹھی نمبری G/۱۶۳۲۱ مورخہ ۳ مئی ۱۹۵۶ء (۲) پشاور بحیثیت بذریعہ چٹھی نمبری T.B.C ۲۷۳۰-۲۴۸۱ مورخہ ۷ ستمبر ۱۹۵۶ء

عِلم یا جہالت

ترجمہ سورۃ النور پ۱۸ آیت ۱، ۲

یہ ایک سُورت ہے جسے ہم نے نازل کیا ہے اور اس کے احکام ہم نے ہی فرض کئے ہیں اور ہم نے اس میں صاف صاف آیتیں نازل کی ہیں تاکہ تم سمجھو۔ بدکار عورت اور بدکار مرد، سو دونوں میں سے ہر ایک کو سَو سَو دُرّے مارو اور تمہیں اللہ کے معاملہ میں ان پر ذرا رحم نہ آنا چاہیئے اگر تم اللہ پر اور قیامت کے دن پر ایمان رکھتے ہو اور ان کی سزا کے وقت مسلمانوں کی ایک جماعت کو حاضر رہنا چاہیئے

لوگ کتابُ اللہ میں غور کیوں نہیں کرتے؟

"خاموش مبلغ"